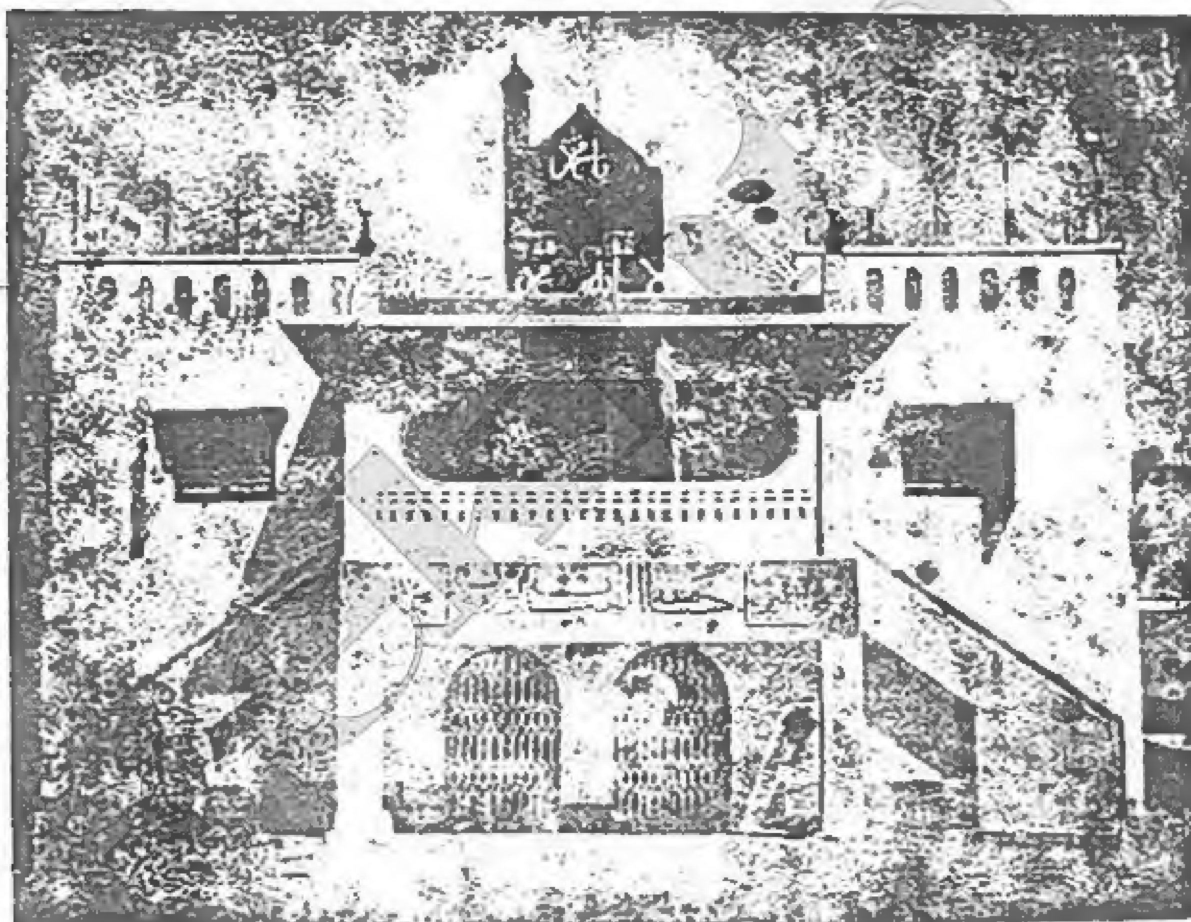
شریعت پناہ حقیقت آگاہ، قدوۃ السالکین رئیس العارفین، شمس العرفان

نور المشائخ الحاج مولانا سید نوری شاہ چشتی قادریؒ



نور المشائخؒ نمبر



TARJUMAN JAMEA ELAHYAT-E-NOORYAH

HYDERABAD-5-A.P.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار رئیس العارفین قدوۃ السالکین شریعت پناہ حقیقت آگاہ شمس العرفاں حضرت سید شاہ احمد محی الدین جیلانی المعروف بہ نور المشائخ مولانا سید نوری شاہ چشتی قادری جامع السلاسل قدس سرہ العزیز بانی جامعۃ الٰہیات نوریہ و نوریہ عربیہ کالج و نوریہ جونیر کالج حیدرآباد

ماہنامہ

ترجمان جامعہ الٰہیات نوریہ نور المشائخ نمبر (قسط دوم)

حیدرآباد ۵ اے پی

سرپرست اعلیٰ: نور العرفاں حضرت مولانا الحاج سید نور اللہ شاہ نوری چشتی قادری مدظلہٗ جانشین سلسلہ نوریہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا الحاج سید محمد منیر الدین جیلانی المعروف بہ کمال اللہ شاہ نوری چشتی قادری کامل الفقہ (فاضل) ایم فل (عثمانیہ) ناظم اعلیٰ جامعۃ الٰہیات نوریہ

زیر نگرانی: ناصر الملت حضرت مولانا الحاج سید محمد ناصر الدین جیلانی المعروف بہ اسرار اللہ شاہ نوری چشتی قادری کامل التفسیر الحدیث ایم فل ناظم جامعۃ الٰہیات نوریہ

جلد (۲۴) شمارہ (۱) (۲)	سالانہ چندہ نیس روپیہ فی پرچہ ایک روپیہ پچاس پیسے

بابتہ ماہ جنوری فروری ۱۹۹۱ء م رجب شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

ترتیب نور المشائخ نمبر (قسط دوم)

۱۔ منقبت: از شمس المفسرین مولانا سید محمد عمر آمر کلیمی شاہ نوری چشتی قادری (۲)

۲۔ نور المشائخ شمس العرفاں حضرت مولانا سید نوری شاہ چشتی قادری علیہ الرحمہ (۳)
از حضرت مولانا سید شاہ مظہر حسینی قادری چشتی صابری

۳۔ "زندگی بھی ہیں ہم نور المشائخ کا خطاب" از حضرت مولانا الحاج (۱۰)
قاری محمد عبدالکریم نقشبندی امام و خطیب مدینہ مسجد (سکندرآباد)

۴۔ آہ ۔ نور المشائخ ۔ خطیب اہل سنت حضرت مولانا (۱۳)
غلام محمد شاہ نقشبندی قادری مجددی مدظلہٗ

۵۔ میرے سرکار ۔ از حضرت مولانا علیمی شاہ آمر کلیمی (۱۴)
حسنی حسینی چشتی قادری ۔ صاحبزادہ حضرت
مولانا محمد عمر آمر کلیمی شاہ نوری (مدراس)

۶۔ "ملا مجھ سے خدا مجھ سے محمد" از حضرت علیمی شاہ آمری
حسنی حسینی چشتی قادری (۱۷)

۷۔ "کرنول میں جشن فیضان غوث اعظم" (۱۸)
از سید عبدالکریم نوری کنونیر انوار العلوم (کرنول)

۸۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج (۲۱)
از حضرت مولانا سید محمد ناصر الدین جیلانی ناظم جامعہ الٰہیات نوریہ
(صاحبزادہ حضرت نور المشائخ)

۹۔ شب برات ۔ از محمد ابراہیم اکرمی (۳۱)
قدیم طالب علم جامعہ الٰہیات نوریہ

مدیر، طابع، ناشر الحاج محمد نور الرحیم انصاری نوری نے [illegible] پریس سے چھپوا کر نوری [illegible] حیدرآباد سے شائع کیا

منقبت

از نتیجہ فکر شمس المفسرین مولانا سید محمد عمر آمر کاظمی شاہ حسنی حسینی چشتی قادری نوری دامت برکاتہم

خلیفہ خاص سلسلہ نوریہ (مدراس)

مرے نوری پیا تیرے اشاروں میں پتہ نکلا — پتے کا یہ پتہ ہے برملا میرا خدا نکلا
ترے ارشاد نے پردے تعین کے اٹھا ڈالے — زمیں قدموں سے نکلی فوق سے سارا سما نکلا
تعین کی حقیقت لاتعین سے جدا کر دی — ترے بس اک اشارے میں ہمارا مدعا نکلا
تری تلقین کے صدقے ترے ارشاد کے قرباں — تری خدمت میں جو آیا یقیناً باصفا نکلا
ہزاروں پیر دیکھے سیکڑوں خود رہنما دیکھے — مگر تجھ سا کہاں اب تک کوئی اک باخدا نکلا
ترے ملنے سے پہلے میری سب دنیا اندھیری تھی — جدھر بھی رخ کیا میں نے ادھر ظلمت کدہ نکلا
نہ خود ہی گمرہی میں ٹھوکر دل پر ٹھوکریں کھائیں — خدا بخشے نہ سمجھی بات تھی جو بولتا نکلا
ادھر سے رحمتِ حق جوش میں آئی تو کیا دیکھا — خدا کا نور تھا بس نام نوری خود لیا نکلا
جہاں والوں نے تجھ کو اب تک دیکھا نہ کچھ سمجھا — وہی دیکھے تجھے جس کی نگہ سے ماسوا نکلا
خدا ہی خود بتائے تیرا درجہ میں بتاؤں کیا — تری باتوں میں پردے سے نبی نکلا خدا نکلا
اشاروں میں ترے تعلیق حق سامنے آئی — نگاہوں سے تری ہر آن خدا ہی دیکھتا نکلا
تری نعلین برداری نے مجھ کو کیا بنا ڈالا — شہنشاہوں سے اونچا بن کے اب تیرا گدا نکلا

جہاں کی اور جہاں والوں کی کچھ پروا نہیں آمر
تیرا حامی اگر شیخ صفا نوری پیا نکلا

از حضرت مولانا سید شاہ مظفر حسینی قادری چشتی حیدری
سجادہ نشین آستانہ صابریہ

نور المشائخ شمس العرفان حضرت مولانا سید نوری شاہ چشتی القادری رح

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حیدرآباد فرخندہ بنیاد جو گہوارۂ علم و عرفان ہے جو ادیبوں شاعروں اور نقادوں کا مرکز رہا ہے جہاں بے مثال خطیب، مقرر اور مبلغ پیدا ہوئے۔ جہاں علماء عرفاء صلحاء زہاد و عباد جلوہ افروز ہوئے جہاں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، بغداد شریف شہر بخارا سے اہل علم سادات کرام تشریف لائے اسی مبارک شہر کے محلہ دبیرپورہ میں مسجد لیلین جنگ واقع ہے جس کے امام و خطیب بلکہ اس کے بانی جن کا نام مسجد کے کتبہ تاریخ تعمیر پر کندہ ہے وہ ہیں حضرت مولانا سید غوث الدین جیلانی قادری رح جن کے خلف اکبر بتاریخ ۲۸ ذیقعدہ الحرام ۱۳۳۳ھ بروز پنجشنبہ اس خاکدان عالم پر جلوہ افروز ہوئے ماده تاریخ "فضیلت مآب" ہے۔

نام و نسب :- آپ کا اسم مبارک سید احمد محی الدین جیلانی المعروف بہ "سید نوری شاہ" ہے مختلف القاب و خطابات سے یاد کئے جاتے ہیں "نور المشائخ" سب سے مشہور خطاب ہے۔ حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی غوث اعظم دستگیر رض کے ایک صاحبزادے حضرت سیدنا عبد الجبار رح ہیں جن کی اولاد میں بے شمار اہل اللہ کرام گجرات، احمد آباد، کرناٹک، اتر پردیش، آندھرا پردیش میں تبلیغ دین فرماتے ہیں آپ کی اولاد میں شیخ الاسلام سید باقر حسین خیرآبادی جو رئیس کرناٹک نواب والا جاہ کے داماد اور وزیر خیر اندیش تھے۔ حضرت حافظ سید محمد علی شاہ خیرآبادی اور حضرت ممدوح انہیں کی اولاد امجاد میں ہیں۔

سلسلۂ نسب :- حضرت سید احمد محی الدین جیلانی (نوری شاہ) بن حضرت سید غوث الدین بن حضرت جعفر علی بن حضرت سید غلام علی بن حضرت سید غلام امام حسین بن شیخ الاسلام سید باقر حسین خیرآبادی بن حضرت سید نجم الدین بن حضرت مخدوم سید عیسیٰ بن حضرت سید عالم بن حضرت مخدوم سید ابو الفتح بن حضرت مخدوم سید نظام الدین اللہ دیا بزرگ بن حضرت سید محمود میراں بن حضرت سید محمود بن حضرت سید ابو الحسن بن حضرت سید عبد الوہاب بن سید ابراہیم بن حضرت سید عبد الوہاب بن حضرت سید صفی اللہ بن حضرت سید ابو الحسن بن حضرت سید عبد الجبار بن سلطان الاولیاء غوث الاعظم رض

سید شاہ [illegible] اولیاء [illegible]

تعلیم و تربیت :- ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل فرمائی اور پھر قدیم مدرسہ دارالعلوم حیدر آباد جہاں دکن کے اکابر علماء و صالحین نے بھی تعلیم پائی تھی آپ نے بھی داخلہ لیا اور میٹرک کامیاب کیا اور پھر متبحر علماء حضرت مفتی محمود صاحب سابق شیخ الجامعہ نظامیہ و خطیب مکہ مسجد۔ حضرت علامہ فصیح انصاری، حضرت علامہ جمال الدین قمر فاروقی سے علوم دینیہ تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ کی تحصیل فرمائی۔

بیعت و خلافت :- آپ کی عمر شریف ۱۸ اور ۲۰ سال کے درمیان تھی کہ آپ کے والد ماجد نے آپ کو ملک کے عظیم صوفی حقائق و دقائق کے ماہر کنز العرفان ابوالایقان حضرت پیر غوثی شاہ اعلی اللہ مقامہ کی خدمت عالیہ میں پیش کر دیا۔ جو جامع سلاسل جاریہ تھے۔ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، طبقاتیہ، اکبریہ، اویسیہ وغیرہ میں بیعت حاصل کی۔ اور تقریباً بیس سال جاہ جلال خدمت عالیہ میں رہکر خوب فیضان حاصل کیا علم و حکمت کے خم کے خم نوش فرما کر مست ہوگئے اسی مستی میں اکثر فرماتے۔

عینیت سے مست ہوں اور غیریت سے ہوشیار
دلبدم یہ میکشی یہ پارسائی بس ہے مجھے

بتاریخ ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۶۰ھ خرقہ خلافت سے سرفراز فرمائے گئے اور طریقت کا "نوری شاہ" خطاب عطا ہوا جو بجا طور پر اسم با مسمیٰ ثابت ہوا۔

اہل سلسلہ نوریہ :- آپ کے سلسلہ میں لاکھوں طالبان حق داخل ہوئے جن میں جید علمائے کرام صاحب رشد و ہدایت مشائخ کرام، ڈاکٹرس، انجینرز، دانشور اور قائدین شامل ہیں۔ اور وابستگان سلسلہ ریاست و بیرون ریاست میں خصوصاً کیرلا، مدراس، ٹامل ناڈو کے علاوہ بیرون ممالک پاکستان، سعودیہ عربیہ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، مصر، سنگاپور، ملیشیا، جرمن سری لنکا، دوبئی، ابوظہبی، شارجہ، قطر، راس الخیمہ وغیرہ میں دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔

تربیت مریدین :- طالب حق کو پہلے پہل صرف صحبت میں رہنے کی اجازت ہوتی صحبت میں رہنے کے بعد جب ترغیب بڑھ جاتی تو پھر اس کو سلسلہ میں داخل فرما لیتے اور کلمہ طیبہ کے فہم و ادراک ذکر و اذکار کی تلقین فرماتے۔ تعلیمات شیوخ جو تحت کتاب و سنت ہیں نہایت ہی وضاحت کے ساتھ بیان فرماتے۔ تفہیم کیلئے بار بار سوالات کرتے یہاں تک کہ طالب اچھی طرح

اس مسئلہ کو سمجھ جائے، قلبی خطرات اور احوال کے متعلق دریافت فرماتے اور اسکی اصلاح فرماتے اپنے مریدین پر باپ سے زیادہ شفیق تھے۔ مریدین میں جکو اہل اور اشاعت وتبلیغ دین کیلئے قابل سمجھتے خلافت سے سرفراز فرماتے۔

اوصاف و عادات :۔ حضرت ممدوح کی خوش خلقی، خلوص، ملنساری کا یہ عالم تھا کہ آپ سے ملنے والے کو بیگانگی کا احساس نہ ہوتا، علماء ومشائخین کی تعظیم اور ان کی خدمت صالحین سے الفت ورافت چھوٹوں پر شفقت، سلام میں پہل، غرباء ومساکین ومستحقین کی حمایت و پوشیدہ امداد، مہمان نوازی وغیرہ آپ کے خاص عادات و اوصاف میں شامل ہیں۔

نماز باجماعت کا اہتمام، ہمیشہ بہ طہارت رہنا اور معطر رہتے تھے۔ روزمرہ کے وظائف ذکر واذکار میں کبھی فرق آنے نہیں دیتے، قرآن مجید دلائل الخیرات کی تلاوت ناسازی مزاج کی وجہ نہ کرسکتے تو اپنے خادمین ومریدین کے ذریعہ سماعت فرماتے تھے۔ چنانچہ جس وقت اچانک بے ہوشی طاری ہوئی اس وقت اپنے بڑے پوتے حافظ معین پاشاہ طولعرہ سے دلائل الخیرات سماعت فرمارہے تھے اور بوقت وصال اپنے پوتے کو حکم دیا کہ وہ دلائل الخیرات کی تلاوت بلند آواز سے کرتے رہیں۔ اور یوم وصال فرش پر نماز کے اوقات میں برابر متوجہ ہورہے تھے اور اپنے جانشین مولانا سید نوراللہ شاہ سے فرمایا کہ، تم پہلے نماز ظہر پڑھ لو اور اس روز درود شریف (۸۵۵) مرتبہ پڑھا تھا۔ ان کے علاوہ دنیوی امور تجارت، زراعت اور اداروجات کے تحفظ وصیانت کیلئے گہری نظر رکھتے تھے اور ان امور میں بہت تجربہ تھا۔ موقع شناسی حکمت و تدبر کے پیکر تھے۔

دینی و عصری تعلیمی وصنعتی کارنامے :۔ حضرت ممدوح نے اپنی (۵۰) سالہ تبلیغی زندگی میں بے شمار مساجد، مدارس، صنعتی ادارے قائم فرمایا۔ یہاں چند مشہور اداروں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

آج سے تقریباً ۳۵ سال قبل ملابار (کیرلا) میں ایک اسلامی جامعہ قائم فرمایا جو جامعہ عربیہ نوریہ کے نام سے کروڑوں روپیہ کے صرفہ سے بڑی آب وتاب کے ساتھ چل رہا ہے۔ جہاں سے سینکڑوں علماء فارغ ہوکر علمی، دینی خدمات پر مامور ہیں۔ اسی طرح حیدرآباد میں ۲۴ سال قبل ایک عظیم ترین تعلیمی وصنعتی ادارہ "جامعہ الہیات نوریہ" قائم فرمایا جہاں درس نظامی کا نصاب ازابتداتا مولوی کامل رکھا گیا ہے اس کے علاوہ عصری تعلیم ابتداء تا پوسٹ گریجویشن کے لئے اردو، عربی، انگریزی اسکول اور کالج مسلمہ گورنمنٹ اور نوری انڈسٹریز وانوار الاسلام بورڈنگ ہوم قائم فرمایا۔ اسکولس وکالجس کے نام یہ ہیں، نوریہ عربیہ کالج، نوریہ جونیر کالج، نوریہ عربیہ اور ٹیکنیکل ہائی اسکول انوار الاسلام

ہائی اسکول، کتب خانہ نوریہ سنگاریڈی ۔ جامعہ الٰہیات نوریہ کی دینی و عصری تعلیم کی شاخ بھی قائم فرمائی جہاں مدرسہ کی شاندار عمارت اور مسجد نوری اور جامعہ کے مکانات کی شکل میں موجود ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ ادارہ جات میں تقریباً ۱۵۰۰ طلباء و طالبات استفادہ کر رہے ہیں۔ اور سینکڑوں فارغ ہو کر ریاست اور بیرون ریاست میں دینی علمی اور صنعتی خدمات دیگر جامعات میں انجام دے رہے ہیں۔ یہ محض حضرت ممدوح کی خلوص نیت، محنت اور جذبہ خدمت خلق توکل علی اللہ کی جیتی جاگتی علامت ہے۔ اس وقت کروڑوں روپیوں کی عمارتیں جامعہ اور اس کے متعلقہ نوری مسکن نبیلہ گوڑہ میں ہیں بیک نظر پیش ہیں۔

جامعہ الٰہیات نوریہ کی دو منزلہ پختہ عمارت۔ نوری انڈسٹری کی دو منزلہ پختہ عمارت۔ سرائے نوریہ کی دو منزلہ عمارت۔ طعام خانے کی ایک وسیع و عریض پختہ عمارت۔ مسجد معصومین کی عمارت۔ نوریہ جونیر کالج کی سہ منزلہ عمارت، محلہ خلوت میں جامعہ کی شاخ۔ سنگاریڈی میں دو منزلہ پختہ عمارت اور بارہ پختہ مکانات توپر آمدنی کیلئے ہیں اور بلدہ میں ایک عظیم الشان محل اور خانقاہ نوریہ کی دو منزلہ پختہ عمارت انوار الاسلام بورڈنگ کی وسیع ترین عمارت۔ اسی طرح چند لاکھ روپیہ کے پختہ مکانات کالونی کی شکل میں۔

تصنیفی و تالیفی خدمات: یوں تو حضرت ممدوح وقتاً فوقتاً علمی عرفانی شاہکار اخبارات میں شائع فرماتے رہتے اور اہم اجلاسوں کے خطبات صدارت طبع ہو کر شائع ہو چکے ہیں جو علم و عرفان کے نادر صحیفے ہیں اور تبلیغ دین اور اصلاح مسلمین کے بہترین نمونے ہیں۔ آپ حضرت صوفی شاہ جانشین سلسلہ غوثیہ کمالیہ کے ادارت میں شائع رسالہ النور کے مہتم تھے۔ ان کے علاوہ مخصوص کتابیں: ۱۔ اسرار لا الٰہ الا اللہ جس میں کلمہ طیبہ کے اسرار و رموز کو نہایت ہی دلنشین پیرائے میں زبان کی سلاست کے ساتھ بیان فرمایا جس کے مطالعہ کے بعد قاری پر اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ کلمہ دین کی بنیاد ہے جس کا پڑھنا اور ترجمہ پر اکتفا کرنا کافی نہیں بلکہ کلمہ کا عملی شغل اور اس کے تقاضے کتاب و سنت کی روشنی میں واضح فرمایا۔ (۲) اہمیت طریقت۔ اس کتاب میں شریعت کی اہمیت اور طریقت کی ضرورت کو واضح فرمایا۔ بعض لوگ رسماً طریقت سے وابستگی رکھ کر شریعت سے بیزار رہنے کی وجہ عوام میں طریقت بیزاری کا رجحان جو پیدا ہو گیا ہے یہ کتاب تمام شبہات کو دور کرتی ہے اور طریقت کی اہمیت کو پیش کرتی ہے۔ شریعت کی ضرورت و اہمیت کو واضح کرتی ہے جس سے قاری اپنے آپ کو شریعت سے آراستہ اور طریقت سے پیراستہ کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ (۳) تفسیر نوری۔ یہ سورہ فاتحہ کی بطرز معارف تفسیر ہے اس کے متعلق پجیبہ لکھے بقیر عالم جانشین افضل العلماء مولانا سید عبد الوہاب بخاری المعروف بہ حضوری شاہ

سابق پرنسپل نیو کالج و راس سے جو حضرت مدوح کے اجلہ خلفاء میں سے ایک ہیں جو اظہار حقیقت کیا وہ پیش ناظرین ہے۔

اظہار حقیقت:۔ تفسیر نوری جو ہدیہ ناظرین ہے حضرت پیر و مرشد زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین مولانا سید نوری شاہ صاحب قبلہ کے رشحات علم اور ان کے تعمق و فکر کا نتیجہ ہیں۔ سورۃ الفاتحہ کو ام الکتاب کہا گیا ہے اسلئے کہ قرآن حکیم کی ساری تعلیمات کا یہ سورہ لب لباب ہے۔ حضرت قبلہ نے جو اس سورہ کی تفسیر فرمائی ہے توقع ہے کہ تفسیر مستطاب ہر پڑھنے والے کو دعوت فکر دیگی اور اس کے ازدیاد ایمان و عمل کا باعث بنے گی۔ ایک خاص خصوصیت جو تفسیر نوری کو دیگر تفاسیر سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ کہ علاوہ حل لغات اور آسان و عام فہم ترجمہ کے اس میں حکمت آیات حکم اور تعلیمات سے بحث کی گئی ہے۔ چنانچہ اعوذ باللہ میں جہاں شیطان سے پناہ مانگی گئی ہے وہیں شیطانی اعمال و وسوسوں سے پناہ مانگنا بتلایا گیا ہے اور یہی تعلیم استعاذہ کی روح ہے۔ جب تک یہ راز اعوذ پڑھنے والے پر نہ کھلے تب تک وہ اثرات اس کے عمل پر مرتب نہیں ہو سکتے جن کی اس کے پڑھنے سے توقع تھی۔ نماز کی جو حکمت قرآن مجید میں بیان فرمائی گئی ہے وہ یہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر یعنی یہ کہ نماز فحش و منکرات سے روکتی ہے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں لیکن منکرات سے باز نہیں آتے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان آیات کی حکمتوں سے صرف نظر کر رہے ہیں۔ حضرت قبلہ نے اپنی کتاب مستطاب میں اس کمی کو پورا کیا ہے۔ تفسیر نوری جو دراصل تفسیر فاتحہ ہے اس بڑی تفسیر کا مقدمہ ہے جو غالباً حضرت محترم کے ارادہ میں ہے۔ اور خدائے تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کی ان کے اندازہ سے زیادہ اور اپنی کبریائی و عطا کے مطابق انہیں جزائے خیر دے اپنی تفسیر میں فقہی مسائل اور دیگر علوم پر تو بجا زور دیا ہے لیکن وہ تصوف کے نکات جن سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے اس پر کافی زور نہیں دیا ہے اس کے اسباب جو کچھ بھی رہے ہوں لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فقہی مسائل قصص و حکم قرآنی سے تو لوگ واقف ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ کے جو اپنے متعلق ارشادات دیے ہیں ان کی تعلیمات کما حقہ ظاہر و باہر نہیں ہوئی الا ماشاء اللہ۔ تفسیر نوری اس کمی کو پورا کرنے کی ایک سعی ہے اور حضرت پیر و مرشد نوری شاہ صاحب جن کے سینے کو خدائے لم یزل و لایزال نے علم عرفان سے مالا مال فرمایا ہے جس کے بلاشبہ اہل ہیں۔ توقع کہ قارئین کرام اس کتاب مستطاب کے مطالعہ سے بہرہ مند ہوں گے اور ان کے سینے علم و عرفان کے اس چشمہ فیض سے سیراب ہوں گے۔ شریعت و طریقت کو اس طرح لے چلتا ہے کہ ایک ظاہر پرستی سے اور دوسری طرف الحاد و زندقہ سے بچیں۔ وقت کی بڑی پکار ہے حضرت والا نے اپنی تفسیر میں اس مسئلہ پر بڑی

بصیرت افروز بحث فرمائی ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ مجھ ہیچمداں کو امید قوی ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے عامۃ المسلمین کو بڑا فائدہ حاصل ہوگا اور ان کے لئے حق وباطل میں امتیاز کرنے کا ایک محکم طریقہ ہاتھ آئے گا آخر میں دعا ہے کہ خدائے قدیر حضرت کے وجود باجود کو دیر گا وسلامت رکھے اور ان سے اپنے دین متین کا زیادہ سے زیادہ کام لے۔"

خلفائے سلسلہ :۔ حضرت ممدوح کو ابلاغ دین واصلاح مسلمین کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہتی تھی اپنے وابستگان کو اس امر کا تاکیدی حکم فرماتے اور ان میں جو اہل اور قابل ہیں اور جنکو تعلیمات طریقت سے سرفراز فرماتے اور آپ کی صحبت بافیض سے باطن کی اصلاح وصفائی کرلیتا خلافت سے سرفراز فرماتے تاکہ دین وطریقت کے فیضان کو عام کریں۔ بعض خلفاء کو بیرونی ممالک کے تبلیغی دورہ پر روانہ فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ملابار (کیرلا) کی ممتاز شخصیت مولانا وی کٹی حسن؟ مولانا سید نظامی شاہ (فارغ باقیات الصالحات ویلور) مولانا محی الدین ملبار (فارغ باقیات الصالحات ویلور) ممتاز عالم ای کے ابوبکر ملبار اور عبداللہ ملبار کو مختلف ممالک میں تبلیغی دورہ پر روانہ فرمایا۔ سنگاپور۔ صبا۔ سرواک۔ جنگ۔ ویٹ نام ہانگ کانگ۔ تیلانیک لاوس۔ سنہ ۱۹۷۰ء کے تبلیغی دورہ میں عالمی چیمپین محمد علی کلے اور ان کے سکریٹری بھی سلسلہ نوریہ میں مولانا کٹی حسن حاجی کے ہاتھ داخل بیعت ہوئے اور اس نسبت سے مطمئن ہو کر اپنی ڈائری میں تاثرات قلمبند کئے ہیں۔ جو ان کی مطبوعہ ڈائری میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اسکے علاوہ عرب ممالک میں دیگر خلفاء مقیم اور سلسلہ کے فیضان کو جاری کئے ہوئے ہیں۔ یہاں حضرت ممدوح کے ان ایک سو سے زیادہ خلفاء میں سے چند مشاہیر کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) خلف اکبر مولانا سید محمد عارف الدین جیلانی (سید نوراللہ شاہ) جانشین سلسلہ نوریہ (۲) خلف سوم مولانا سید محمد منیر الدین جیلانی (کمال اللہ شاہ) کامل نظامیہ، ایم اے ایم فل (عثمانیہ) (۳) خلف چہارم مولانا سید محمد ناصر الدین جیلانی (اسرار اللہ شاہ) کامل نظامیہ، ایم اے ایم فل (عثمانیہ) (۴) داماد سوم مولانا عبداللہ قریشی (محوی شاہ) پرنسپل نوریہ عربیہ کالج (۵) شہرہ آفاق عالم دین افضل العلماء مولانا سید عبدالوہاب بخاری (حضوری شاہ) (۶) شمس المفسرین مولانا سید محمد شمر عامر کلیمی شاہ نوری (مدراس) (۷) ابوالبیان مولانا فیضی شاہ نوری مدظلہ (سادۃ تھا ارکاٹ) (۸) مولانا یوسف حاجی (ظہوری شاہ) ملابار (۹) مولانا محوی شاہ حوزی (پاکستان)۔ (۱۰) مولانا حاجی شاہ مظاہری نوری شیخ الجامعہ جامعہ فیض الحسنات ناگور شریف (۱۱) مولانا سید محمد فاروق باقوی (نظامی شاہ نوری چلامبرم) (۱۲) مولانا انوار اللہ شاہ نوری باقوی (ٹامل ناڈو) (۱۳) مولانا رفیقی شاہ نوری منعمی لال پیٹ۔ (۱۴) مولانا مجیبی شاہ نوری منعمی (سادۃ تھا ارکاٹ) (۱۵) مولانا وی کٹی حسن حاجی (ملابار بیرو مرشد

عالمی چیمپین محمد علی کلے)۔ (۱۶) خلیفہ اول مولانا سید احمد علی مختار ہاشمی (بلالی شاہ نوری گلبرگہ) (۱۷) مولانا ابراہیم حاجی مسلیار (ملابار) (۱۸) مولانا محمد عبدالغفور صاحب (ترچل) (۱۹) مولانا عبدالعزیز دہجودی شاہ نوری ورنگل) (۲۰) مولانا محمد یعقوب علی شاہ نوری (رنجیت واڈہ) (۲۱) مولانا محمد سلطان علی شاہ نوری (نالہ گوڑہ) (۲۲) مولانا فضل اللہ شاہ (انجنیر) حال مقیم متحدہ عرب امارات (۲۳) مولانا عرفان اللہ شاہ نوری بانی و مہتمم دارالعلوم سیف الاسلام وغیرہ وغیرہ۔

خانقاہوں کی تعمیر اور اسکا نظام:- یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ خانقاہیں ہی چین و سکون کے مراکز ہیں جہاں مکتب اور مدرسہ میں علوم ظاہری کا حصول ہوتا ہے تو خانقاہوں میں علوم باطنی کا حصول تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، تجلیہ روح، تخلیہ سر، تحلیہ نور وغیرہ کیا جاتا ہے آج کے اس پر آشوب اور دین بیزار دور میں روحانی مراکز کا قیام کتنا اہم کارنامہ ہے ریاست اور بیرون ریاست میں کم و بیش دو سو خانقاہوں کی تعمیر کرواکر اس کو تبلیغ دین کے مراکز بنالا حیدرآباد میں مرکزی خانقاہ نوریہ کے علاوہ مدراس، بنگلور، ملابار، ٹامل ناڈو وغیرہ میں ذکر و اذکار تعلیم و تربیت کا کام بحسن خوبی جاری و ساری ہے۔ حضرت ممدوح کی قیام گاہ خانقاہ نوریہ میں ہمیشہ طالبان حق اور سالکین راہ کا ہجوم رہتا۔ ریاست و بیرون ریاست بلکہ بیرونی ممالک سے جماعتیں آتی رہیں اور حضرت ممدوح سے فیوض و برکات اور تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر جاتی تھیں۔ چنانچہ بوقت وصال تقریباً دو سو طالبان حق کی جماعت چلہ کشی کے لئے خانقاہ پر حاضر تھی طالبان حق کے لئے خانقاہ میں قیام و طعام کا اہتمام تھا۔ ان کے مشاغل یوں ہوتے۔ نماز تہجد سے فارغ ہو کر ذکر جہری میں مصروف ہوتے۔ نماز فجر کی امامت حضرت ممدوح فرماتے اور بعد نماز حضرت قبلہ اپنے ارشادات سے سرفراز کرتے یا پھر پیرزادگان میں سے کوئی بیان کرتے۔ پھر نماز اشراق کے بعد سب اپنی ضروریات میں مصروف ہوتے ۱/۲ ۱۰ بجے سے تعلیمی حلقے قائم ہوتے خلفائے سلسلہ حسب استعداد تعلیمات بیان کرتے اور طالب کو فہم و ادراک پر زور دیتے یہ سلسلہ ظہر تک جاری ہوتا۔ پھر قیلولہ کے لئے وقفہ ہوتا پھر حضرت قبلہ تشریف لاتے سب کے وساوس و خطرات سنتے اور انہیں ضروری ہدایات فرماتے تھے۔ یہ سلسلہ بھی بعد عصر اور بعد مغرب تک چلتا کبھی نماز عشاء کے بعد بھی یہ سلسلہ چلتا لیکن حضرت ممدوح کی صحبت میں جب تک لوگ رہتے کسی کو اپنی ضروریات کا احساس ہی نہیں رہتا۔ بھوک پیاس سب بھولے ہوئے ہوتے بعض مریدین سے سنا گیا ہے کہ تعلیم و تعلم ذکر و شغل و مراقبات میں راتیں بھی گذر جاتی تھیں یہ تھا حضرت کا خانقاہی نظام۔

وصال :- حضرت ممدوح کی یوں تو علالت کا سلسلہ دو ڈھائی سال سے چل رہا تھا کبھی عارضہ قلب تو کبھی حملہ فالج وغیرہ لیکن ان دنوں کمزوری اور نقاہت کے سوا مرض نہ تھا۔ اور اکثر اوقات میں اپنے سفر آخرت کے اشارے دے رہے تھے۔ ماہ صفر المظفر میں وجے واڑہ میں ہفت روزہ الجمعیۃ النوریہ کے زیر اہتمام منعقدہ اجتماع حضرت ممدوح نے صاف طور پر اسطرح اعلان فرمایا کہ "وجے واڑہ کے اجتماعات میں آخری شرکت ہے" تمام مریدین و معتقدین رونے لگے تو فرمایا کہ "سب کو یہ جہاں فانی چھوڑنا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد کیفیات جو کچھ تھے آپ کے قریب رہنے والے اچھی طرح جانتے ہیں۔ ربیع الاول میں جشن میلاد شریف' ظہور نور۔ اور ربیع الآخر میں جشن فیضان غوث اعظم۔ باوجود کہ نقاہت کے ہمیشہ کی طرح بڑی ہی عقیدت سے نہایت آب و تاب کے ساتھ منایا گیا۔ ۱۲ ربیع الآخر ۱۴۱۱ھ یوم پنجشنبہ ۱۱ بجے دن اپنے بڑے پوتے معین پاشاہ سے دلائل الخیرات سماعت کر رہے تھے کہ بے ہوشی طاری ہو گئی فوری سوریہ ہاسپٹل میں رجوع کیا گیا۔ احقر بھی عیادت کے لئے حاضر ہوا۔ شب شنبہ ہوش آیا اور صبح بڑے ہشاش بشاش نظر آ رہے تھے۔ اور سب کو صحت کا یقین ہو چلا تھا لیکن ساڑھے تین بجے قلب پر حملہ ہوا اور نزع کے آثار نمودار ہو گئے آپ کے خلف اکبر نے بطور تشفی عرض کیا ابا جان رجوع ہو جائیے تو فرمایا مجھ کو کیا کہہ رہے ہو رجوع ہو جائیے میں تو پہلے سے رجوع ہی ہوں اب حال یہ ہے کہ وہ میری طرف متوجہ ہے۔ بڑے پوتے معین پاشاہ کو حکم دیا وہ بلند آواز سے دلائل الخیرات پڑھیں۔

بہر حال دین و ملت کا مجاہد، شریعت و طریقت کا علمبردار، علم و عرفان کا آفتاب، لاکھوں قلوب انسانی میں علم و عرفان کے نورانی چراغ روشن کر کے اور اپنی نظروں کو چاروں طرف پھیرتے ہوئے فرمایا "اللہ احد" دیکھو اللہ ایک ہے تم سب کہو "اللہ احد" سبحان اللہ، اللہ کی ذات کا کتنا یقین ہے اور کتنا شہود ہے۔
۱۴ ربیع الآخر ۱۴۱۱ھ/۴ بجے ملک عدم کو چل بسے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تبسم کی کیفیت سے رہا ہو کہ ذات نوری کے نور میں ضم ہے۔ جنازہ ۱۵ ربیع الآخر یکشنبہ بعد ظہر احاطہ جامعۃ البنات نوریہ بنڈلہ گوڑہ میں نماز جنازہ جانشین و خلف اکبر مولانا الحاج سید نور اللہ شاہ چشتی قادری نے پڑھائی۔

جس میں علمائے کرام، مشائخین عظام، دانشوران، قائدین و عامۃ المسلمین کی کثیر تعداد اور ہزاروں غمگساروں کی موجودگی میں "نوری چمن" میں حضرت ممدوح کے جسد خاکی کو سپرد لحد کیا گیا۔ اللھم نور قبرہ اعلی اللہ مقامہ

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

پسماندگان :- حضرت ممدوح کے پسماندگان میں ایک اہلیہ محترمہ چار صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں

موجود ہیں۔ الحمد للہ چار صاحبزادے اپنی اپنی نوعیت میں ہر ایک آپ کا علمی و عملی شاہکار ہے۔

۱۔ جانشین و خلف اکبر مولانا الحاج سید محمد عارف الدین جیلانی (سید نور اللہ شاہ)

۲۔ مولانا سید محمد نور الدین جیلانی عرف سراج پاشاہ صاحب

۳۔ مولانا سید محمد منیر الدین جیلانی (کمال اللہ شاہ) کامل التفسیر (نظامیہ) ایم اے ایم فل عثمانیہ

۴۔ مولانا سید محمد تاج الدین جیلانی (اسرار اللہ شاہ) کامل التفسیر والحدیث (نظامیہ) ایم اے عثمانیہ

بفضلہ تعالیٰ ان حضرات سے قوی توقع کیجا سکتی ہے کہ حضرت ممدوح کے اس علم و عشق کو نہ صرف جاری و ساری رکھیں گے بلکہ اسکو دن دوگنی رات چوگنی ترقیوں سے ہمکنار کریں گے۔

از علی میر حیدرآبادی

منقبت بہ شان نور الشیخ الحاج سید نور شاہ چشتی قادریؒ

بڑی مدت سے ہے اس دل میں یہ حسرت تمہاں نوریؒ
جدھر دیکھیں اُدھر ہو جلوہ اقدس عیاں نوریؒ

مرا تو آپ کی چشم عنایت ہے تو کافی ہے
مخالف ہوگیا تو کیا اگر یہ آسماں نوریؒ

امیر کارواں تم ہو نگہباں غوث اعظمؓ ہیں
بھٹک سکتا نہیں ہرگز تمہارا کارواں نوریؒ

نگاہِ پاک سے غمناک حالت چھپ نہیں سکتی
کھلا ہے حال میرا بند ہے میری زباں نوریؒ

تمہارے ہی کرم کا ہے نتیجہ یہ رسائی بھی
وگرنہ میں کہاں اور یہ در اقدس کہاں نوریؒ

تمہارے در پہ آیا ہوں تو خالی کیسے جاؤں گا
مجھے مایوس لوٹا دے تم ایسے ہو کہاں نوریؒ

کرم بحر کرم کرنا پڑے گا حال میر پہ
تمہیں سننی پڑے گی میرے غم کی داستاں نوریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و الآخرۃ

یاد حضرت الحاج نور المشائخ سید نوری شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یغفرہ اللہ الواحد

۱۴ ھ ۱۱

مرشد عظمت نشاں تھے حضرت سید نوری شاہ
صاحب تقویٰ عیاں تھے حضرت سید نوری شاہ

وعظ جن کے وجہ اصلاح مسلمانی ہوئے
واعظ شعلہ بیاں تھے حضرت سید نوری شاہ

زندگی ہی میں ملا نور المشائخ کا خطاب
کیا ہی مشہور زماں تھے حضرت سید نوری شاہ

کر دیا روشن دکن میں علم دیں کا ہے چراغ
علم دیں کے حرز جاں تھے حضرت سید نوری شاہ

کر دئے قائم مدارس اور کالج جامعہ
علم کے روح رواں تھے حضرت سید نوری شاہ

تھے خلیق و ذی کرم اور صاحب جود و سخا
خیر خواہ بیکساں تھے حضرت سید نوری شاہ

خانقاہ نوریہ سے تربیت پائے مرید
تربیت کرتے جہاں تھے حضرت سید نوری شاہ

تھے خلیفہ حضرت غوثی شاہ کے ممتاز آپ
قادری چشتی ہر آں تھے حضرت سید نوری شاہ

ہند میں پھیلے ہیں خلفا اور ہزاروں ہیں مرید
رہبر امن و اماں تھے حضرت سید نوری شاہ

خلف اکبر جانشیں ہیں سید نور اللہ شاہ
خود ہی ان کے مدح خواں تھے حضرت سید نوری شاہ

زندگی میں وقف فرما دی ہے ساری جائداد
بالیقیں جنت مکاں تھے حضرت سید نوری شاہ

ہیں منیر و ناصر الدین دونوں فرزند کاملین
ہر دو کے دلبند و جاں تھے حضرت سید نوری شاہ

جنت الفردوس میں یا رب ہے ان کا مقام
کیا ہی غفران مکاں تھے حضرت سید نوری شاہ

لیجئے تسکین بھی اب عرض کرتا ہے سلام
جس پہ دائم مہرباں تھے حضرت سید نوری شاہ

۱۹۶۹ء

پیشکش: الحاج قاری محمد عبد الکریم تسکین امام و خطیب مدینہ مسجد ریلوے اسٹیشن سکندر آباد



خطیب اہلسنت حضرت مولانا غلام نبی شاہ
نقشبندی قادری مجددی دام اقبالہ

آہ!

موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

حیدرآباد ذیشان اولیاء اللہ کے وجود سے جنت نشان میں اسلام کی عظمت وشان آشکارا کرنے کیلئے حضرت نور المشائخ قدس سرہ اپنی خداداد صلاحیت کیساتھ پوری قوت سے اٹھے اور فیض گڑھ (حیدرآباد) میں پوری آب وتاب کے ساتھ جامعہ الہیات نوریہ کے نام سے اسلامی عظمت وشان کا بے مثال اور پائیدار نشان قائم فرمائے۔ بانی سلسلہ نوریہ حضرت نور المشائخ قدس سرہ نے نہ صرف اسلامی تعلیمات کی درس وتدریس کے ساتھ ساتھ ملت کے نونہالوں میں صنعت وحرفت کی بھی تعلیم وتربیت کا انتظام فرمادیا آپ کے یہ کارنامے تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جائیں گے۔

شیخ الشیوخ حضرت نور المشائخ کی ذات عالی میں حسنی وحسینی سادات کا جمال وجلال علانیہ جھلکتا تھا اسی لئے آپ عقائد حقہ کیلئے سینہ سپر ہوکر جان لیوا خطرات کا نہایت بے جگری سے مقابلہ کرتے جس سے حق پرست علماء کی کمر ہمت بندھ جاتی

حضرت فقیر نے جب مساجد میں جانے اور آنے کی مقبول دعائیں عام کرنے کا بیڑا اٹھایا تو حضرت قبلہ نے سب سے پہلے اپنی مسجد میں اس دعا کو بہت بڑے بورڈ پر لکھوا کر لگا دیا جس کی خوشخبری مدینہ مسجد کے امام وخطیب حضرت مولانا الحاج قاری عبدالکریم چشتی صاحب قبلہ مدظلہ نے فقیر کو پہنچا دی جس سے فقیر کی ہمت بلند ہوگئی۔ الحمدللہ آج حیدرآباد اور پورے حیدرآباد کی کئی مساجد میں یہ مقبول دعائیں لکھی جا رہی ہیں۔

دعا یہ ہے داخلے کی دعا۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

نکلنے کی دعا بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ

معلوم رہے کہ یہ مقبول دعا صحاح کی تمام احادیث میں ہیں اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب جبرئیل پر آج بھی سونے کے حروف میں لکھی ہوئی ہے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ بانی سلسلہ عالیہ نوریہ کا فیضان دنیا کے کئی حصوں میں پہنچ چکا ہے بالخصوص جنوبی سندھ میں پوری آب وتاب کے ساتھ جاری ہے۔ حضرت قبلہ کے کئی خلفائے کرام اپنے اپنے علاقوں میں پوری سرگرمی سے ظاہری باطنی تعلیم عام کرنے میں سرگرم عمل ہیں۔

سلسلہ عالیہ نوریہ کے جوان سال خلیفہ حضرت مولانا عبدالقادر صدیقی المعروف عرفان اللہ شاہ نوری صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم سیف الاسلام جن پر پیر کا خاص کرم تھا آپ شہر حیدرآباد کی قدیم بستی میں ظاہری وباطنی تعلیم کو عام کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں اسی لئے آپ تمام حیدرآباد کا علماء ومشائخین کرام میں کافی مقبول ہو چکے ہیں۔

خلف وخلیفہ۔ تقدس مآب سجادہ نشین سلسلہ نوریہ حضرت العلامہ الحاج مولانا نور اللہ شاہ حسنی حسینی نوری چشتی القادری صاحب مدظلہ العالی والمتعالی کے ہم تمام کی نیک تمنائیں والتجا ہے کہ خانوادہ نوریہ کے سچے جانشین ثابت ہونگے اور سلسلہ عالیہ نوریہ کو بام عروج پر پہنچا دینگے۔

از۔ مولانا علیمی شاہ آمری حسنی حسینی چشتی قادری

میرے سرکار

محسوس ہو رہا ہے کہ میں اب میں نہ رہا۔ میرا احساس مجھ سے سوال کر رہا ہے۔ میرا وجود مجھ سے بار بار دریافت کر رہا ہے کہ اچانک میرے سرکار مجھ سے جدا کیوں ہو گئے۔ آخر میں نے ایسی کونسی گستاخی کر دی جس کی سزا سرکار نے مجھے یوں دی کہ مجھ سے ہمیشہ کے لئے روپوش ہو گئے۔ دنیا کی ساری رنگینیاں، کائنات کی ساری بہاریں مجھ سے روٹھ گئی ہیں۔ ہر منظر مجھ سے لگتا ہے کہ بیزار سا ہے۔ مجھے اپنی زندگی جرم دکھائی دیتی ہے۔

بولو اے ستارو مجھے کب تک ان کے بغیر زندگی گذارنی پڑے گی۔ اے غم کی سیاہ رات تو ہی بتا میں کس طرح سرکار کو پاؤں۔ اب کیسے ان کے قدموں سے لپٹوں۔ اے میرے شب تار تو ہی بتا میں اب کس لئے زندہ رہوں۔ اب میری زندگی کا مقصد کیا رہ گیا ہے۔ سرکار کے بغیر میں کس طرح زندہ رہ سکوں گا۔ اب تو میری ہر سانس مجھ پر طنز کرتی ہے۔ زندگی ایک جبر مسلسل لگ رہی ہے میرے رب! میں کیا کروں کہاں جاؤں۔ دکھی دل کو کس طرح بہلاؤں۔ میرے سرکار مجھے یوں نہ تڑپائیے۔ آپ کے بغیر زندہ رہنا گناہ عظیم سمجھتا ہوں۔ میرے آقا! میری ترسی ہوئی آنکھوں کو دیدار کی بھیک دینے آجائیے۔ میرے کشکول حیات میں اپنی محبت کا صدقہ ڈالنے آجائیے۔ سرکار میں آپ کا تھا آپ کا ہوں آپ ہی کا رہوں گا۔ مجھ سے اتنا بڑا انتقام نہ لیجئے۔ آپ کو دیکھے تقریباً ایک مہینہ گذر گیا اب میں اس سے زیادہ آپ کو دیکھے بغیر رہ نہیں سکتا۔ میرے حضور اپنے سگ درگاہ سے اس قدر ناراض نہیں ہوا کرتے۔ محبتوں کے خزانے لٹانے والے آقا اپنے غلام سے ہمیشہ کیلئے بچھڑ کر اس کا دل نہ توڑیئے۔ آپ نہ ہوں گے تو میں دیواروں سے سر ٹکراؤں گا۔ دیوانہ وار جنگل کی طرف نکل پڑوں گا۔ مجھے کسی سے کوئی دلچسپی نہ ہوگی۔ حضور میرے اس یقین کو کہ آپ مجھ سے کبھی ہمیشہ کے لئے بچھڑ نہیں سکتے میں کیا جواب دوں۔ نور والے اپنی نورانی کرنوں سے میرے غمکدہ کے در و بام جگمگانے آجائیے۔ چراغ کے بغیر شام کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ حضور! آپ کے بغیر میری زندگی کا کسطرح کوئی یقین کرے گا۔ خود مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ میں آپ کے بغیر بھی زندہ ہوں۔

یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔ اعلیٰحضرت سید شاہ نوری چشتی قادری کا انتقال ہو گیا ہے۔ لوگ بتا رہے ہیں کہ نور المشائخ اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے اور تقریباً ایک مہینہ کا عرصہ بھی گذر چکا ہے۔ اللہ کا برگزیدہ، رسول کا برچیدہ، اسلام کا نامور فرزند، دین متین کا بے مثال رہبر، قوم کا بے لوث خدمت گذار، ملت کا نامی گرامی وفادار، شریعت کا علامۂ جلیل، طریقت کا بطل عظیم، بحر حقیقت کا مشہور و معروف غواص، صدف معرفت کا در یتیم جس کا اسم گرامی سید نوری شاہ ہے کیا وہ بھی مر سکتا ہے۔ کیا نور خدا بھی آندھیوں کی زد سے خود کو نہ بچا پایا۔ کیا محبوب خدا بھی حوادث کا شکار ہو کر رہ گیا۔ کیا بے درد موت نے اس کو بھی اپنا نوالہ بنا لیا۔ جس نے ہمیشہ کے لئے نہ مرنے کی قسم کھائی تھی۔ اللہ کا ولی مر جائے۔ اللہ کا دوست لقمۂ اجل بن جائے اور اس کے دشمن اس جہان رنگ و بو کی لذتوں اور رنگینیوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں خدا کے نافرمان سراپا عصیاں بندہ تو اس دنیا میں رہ سکیں اور جس کا وظیفہ اپنے معبود کی حمد و ثنا ہو وہ مٹی میں مل جائے۔ یہ بات کس طرح باور کیجا سکتی ہے۔ نہیں نہیں اللہ کا ولی، رسول کا جانشین کبھی موت کا شکار نہیں ہوتا۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

میرے سرکار زندہ تھے زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ میرے سرکار کیا تھے؟ یہ ایک سوال ضرور ہے لیکن اس کا جواب کون دے سکتا ہے۔ اس سوال کا مکمل جواب خدا ہی دے سکتا ہے۔ اپنی حیات دوروزہ میں میرے سرکار نے وہ کارنامے انجام دئے۔ جسکی نظیر کم سے کم دور حاضر کے شیخ طریقت در حیات شریعت کی زندگی پیش کرنے سے قاصر ہے وہ اپنی ذات سے ایک انجمن نہیں ایک کائنات تھے۔ شریعت کی پابندی جس قدر آپ کی ذات میں نظر آتی تھی بہت سے رہبران قوم و ملت اس خصوص میں آپ کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ آپ کی ایک ایک ادا سنت نبوی کی تصویر نمائی کرتی ہے۔ شریعت کے علم و عمل کی ایسی جامع مثال شاید ہی آج کل کے کسی پیر کے یہاں مل سکے۔ فقر و تصوف کو متضاد اور متغائر نظریوں کی حیثیت سے دیکھنے والے بے بصروں نے دیکھ لیا کہ ایک ہی ذات میں دونوں فنون کتنی ہم آہنگی کے ساتھ جلوہ فرما ہیں۔ علم ظاہر اور علم لدنی کو لازم و ملزوم ثابت کرنے کے لئے میرے سرکار کی حیات طیبہ کا مثالی نمونہ ہی کافی ہے۔ دین مصطفیٰ پر آپ نے

نہ صرف علی احسن الوجوہ عمل فرمایا بلکہ بے شمار عمل بیزار عصیاں شعار مسلمانوں کو آپ نے اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کی وہ زندہ جاوید مثال چھوڑی ہے جو رہتی دنیا تک قوم و ملت کے ہر جاں نثار کی رہنمائی کے لئے کافی ثابت ہوگی۔

خانقاہی تعلیمات کے بارے میں میں کیا عرض کروں قلندری، پیری، حق نمائی کے تمام مقامات آپ میں یکجا ہو چکے تھے۔ حضرت سید نوری شاہ چشتیؒ کے بجائے اگر آپ کا نام نامی شیخ اکبر ثانی ہوتا تو کچھ بے جا نہ ہوتا۔ متقدمین و متاخرین صوفیہ کی اپنے دور میں وہ فقید المثال یادگار تھے۔ میرے پیر و مرشد فرید العصر، شمس المفسرین حضرت سید شاہ محمد عمر آمر کلیمی نوری دامت برکاتہم کا یہ شعر واقعی آپ کی خدمات کی صحیح عکاسی کرتا ہے۔

آمرؔ تو زندگی قدموں پہ لٹکے کر خدا
ایسا رہبر شمع لیکر ڈھونڈو تو ملتا نہیں

آپ کی زندگی کی ہر ساعت اپنے محبوب معبود کی یاد کی تصویر تھی آپ ہر وقت خدا کی ذات و صفات، افعال، اسماء کی جنتوں میں گم رہتے تھے۔ آپ کا حال اللہ تھا۔ آپ کا قال اللہ تھا۔ آپ کا سراپا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کو لٹاتا رہتا تھا۔ آپ ہمیشہ عشق کی مستی سے سرشار رہتے تھے۔ عمر بھر آپ کا ایک ہی نعرہ تھا۔ وہ تھا اللہ ہی الشیء۔ شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت کے تمام سربستہ رازوں کو کمال احتیاط سے بے نقاب کرنا آپ ہی کے بس کی بات تھی۔ ان مجیر العقول کمالات کے اعتراف میں مولانا طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے آپکو نورالمشائخ کا خطاب دیا۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت کنز العرفان غوثی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو حاکم الاشغال کے خطاب سے ممتاز فرمایا۔ کوئی آپ کو اعلیٰحضرت کہنے پر مجبور ہوا۔ کسی نے آپکو بحر العلوم کے لقب کا مستحق جانا۔

نورالمشائخ کو مذکورہ تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ اولیاء اللہ اور خاصان بارگاہ مصطفےٰ سے جس قدر تعلق خاطر اور محبت و عقیدت تھی اسکی مثال اس قحط الرجال کے دور میں نایاب نظر آتی ہے۔

آپکی کس کس خصوصیات کو قلمبند کیا جائے کس کس خوبی کو احاطہ تحریر میں لایا جائے۔

نامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے ؛ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے
زندہ باد نورالمشائخ پائندہ باد

"ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے"

بقیہ کرفیو میں جشن فیضانِ غوث اعظمؒ

روح مقدس جسم عنصری سے پرواز کر گئی اور اپنے مولا سے جا ملی انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ اللہ کیسی موت ہے شدت تکلیف میں بھی توحید کی باتیں ہو رہی ہے۔ آہ وہ کیسی ہستی تھی جن کی صحبت سے دل پرسرور ہو جاتے تھے۔ اس جانکاہ حادثہ کی اطلاع مریدین اور معتقدین پر ایک بم کی طرح پھٹ پڑی اللہ تعالیٰ تمام متعلقین اور مریدین و معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضور والا کے مراتب کو بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

منقبت

مولانا علیمی شاہ آسی حسنی حسینی چشتی قادری

دوائے دردِ بے درماں نوری
مرا سودا مرا ارمان نوری

سبھی پر ذرہ ذرہ احسان ہیں تیرے
نہیں کس پر ترا احسان نوری

جہاں میں ہوں وہاں تو ہے یقیناً
جہاں تو ہے وہاں رحمان نوری

ملا تجھ سے خدا تجھ سے محمدؐ
نہ بھولوں گا ترا احسان نوری

مری ہستی بنی اب حق کی ہستی
دیا ہے کیا عجب عرفان نوری

جمع اضداد کو کرنا سکھایا
تصدق تجھ پہ میری جان نوری

انا الحق سے ہو الحق کہنے والے
وہ کیا جانیں ترا عرفان نوری

مرا قبلہ مرا کعبہ مرادیں
مرا مذہب مرا ایمان نوری

زمانہ روٹھ جائے چھوٹ جائے
نہ چھوٹے اک ترا دامان نوری

میں ہوں سر تا بپا تیری عنایت
سراپا ہوں ترا احسان نوری

میں کہلاتا ہوں تیرے در کا کتا
یہی ہے بس مری پہچان نوری

سراپا رحمتِ حق، نورِ احمد
نہیں تجھ سا کوئی انسان نوری

ہزاروں کے بنائے کام تو نے
مری مشکل بھی ہو آسان نوری

ہے آمر تیرا آئینہ کہ جس میں
نظر آتا ہے تو ہر آن نوری

محمدؐ برزخِ اکبر تو اصغر
رضا کا ہے یہی ایمان نوری

از سید عبدالکریم نوری
کنوینر انوار الاسلام [illegible]
حیدرآباد

کرفیو میں جشن فیضان غوث اعظم رضی اللہ عنہ

اس سال یعنی ۱۱ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ م ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو ہمیشہ کی طرح خانقاہ نوریہ میں جشن فیضان غوث اعظم رض کی تیاریاں بڑی زور و شور سے شروع ہو گئیں۔ چاروں طرف پوسٹر چسپاں کر دیے گئے۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں سے مریدین اور علماء کی جماعت خانقاہ نوریہ میں جمع ہو گئی۔ خانقاہ نوریہ میں ایک دھوم مچی ہوئی تھی، ہر ایک کیف و مستی میں ڈوبا ہوا تھا۔ حضور والا کی صحبت سے ہر شخص مستفید ہو رہا تھا۔ سرکار کے حکم پر کوئی مراقبہ میں مصروف ہے تو کوئی مشاہدہ میں سرشار ہے۔ بعض خود شناسی و حق شناسی کے علوم سے بہرہ ور ہو رہا ہے۔ ہر طرف علم و عرفان کا بول بالا تھا۔ علم توحید کو عام کرنا اور اس کا پرچار کرنا خانقاہ نوریہ کا طرۂ امتیاز رہا ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ عاشقوں کی بھیڑ رہتی ہے۔ اس سال جشن میں شرکت کی خاطر مریدین اور علماء کی کثیر تعداد جمع ہو گئی تھی۔ اچانک امتحان کا وقت آ گیا۔ حالات تبدیل ہو گئے۔ بابری مسجد اور رام جنم بھومی تنازعہ کی وجہ سے حیدرآباد میں کرفیو نافذ کر دیا گیا سب لوگ حیران و پریشان ہو گئے چاروں طرف سناٹا چھا گیا۔ کوئی شخص گھر کے باہر نہیں نکل سکتا تھا ہر ایک کو اپنی جان و مال کی فکر لگی ہوئی تھی۔ مگر خانقاہی نظام کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ یہاں پہ جلسہ فیضان غوث اعظم رض کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ یہاں پہ ہر سال جشن ظہور نور اور جشن فیضان غوث اعظم رض کے موقعہ پر دعوت خاص و عام کا انتظام ہوتا ہے۔ سات کنٹل چاول کی بریانی پکتی ہے اور غرباء و مساکین کو کھلایا جاتا ہے۔ اسی تجویز کے تحت اس مرتبہ بھی پکوان کا انتظام ہو رہا تھا کہ عام کرفیو کا نفاذ عمل میں آیا۔ سارے مریدین و متعلقین حیرت میں پڑ گئے کہ اب کیا ہوگا۔ اتنے میں میرے سرکار خانقاہ سے مسجد نوری میں تشریف لاتے ہیں اور خلفاء و مریدین اور متعلقین سے مشورہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ حیدرآباد کے حالات بگڑ گئے ہیں اب پروگرام کا کیا ہوگا ہر ایک سے مشورہ لیا گیا تو کسی نے کہا کہ پروگرام ملتوی کر دیں گے دوسرے لوگ بھی اسی خیال کی تائید کرنے لگے۔ اچانک حضور والا مرتبت نے تھوڑی دیر بعد بڑے پرجوش انداز میں

اعلان فرمایا کہ یہ پروگرام وقت پر ہی ہوگا۔ پکوان میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔ بارہ عدد گائیں ذبح کرنے کا حکم ہوا اور ہمیشہ کی طرح بریانی کے پکوان کا اعلان ہوا۔ سب لوگ حیرت میں پڑ گئے کہ اتنی زیادہ بریانی کھانے کے لئے کون آئے گا۔ کم پکانا بہتر ہے۔ ہر طرح ہر شخص اپنی اپنی سمجھ کے مطابق باتیں کرنے لگا تھا۔ مگر جو بات میرے سرکار کی زبان مبارک سے نکل گئی وہ اسی پر قائم تھے اب کس کی مجال کہ چوں و چرا کریں۔ سارے مریدین و متعلقین کاموں میں مصروف ہو گئے۔ کوئی گائیں کاٹنے میں مصروف ہو گیا تو دوسرے گوشت بنانے لگے۔ کوئی پکوان کے مصالحہ تیار کرنے لگا۔ پکوان کے لئے نہ کوئی باورچی آسکا نہ گوشت بنانے کے لئے کوئی قصاب آسکا۔ سارے کام پیرزادگان کرام اور مریدین و متعلقین اپنے ہاتھ میں لے لئے اور مصروف ہو گئے۔ پکوان کے مقام پر میرے سرکار تشریف لاتے ہیں تھوڑی دیر بیٹھ کر رشد و ہدایت کرنے لگے نصیحتیں کرنے لگے۔ ہمارے دلوں سے خطرات و وساوس کو ہٹانے لگے۔ مگر کمبخت شیطان پیچھے لگا ہوا تھا۔ وسوسے برابر ڈال رہا تھا۔ پیرزادگان کرام اور دیگر حضرات رات بھر جاگ کر پکوان مکمل کر لئے۔ جب پکوان مکمل ہو گیا تو حیرت یہ رہی کہ بریانی اچھی دم ہوئی یا نہیں مگر کیا دیکھتے ہیں کہ گیارہویں کی صبح کی ساعتیں فیضان غوث اعظم سے مالا مال ہو کر دلوں میں داخل ہو رہی ہیں۔ میرے سرکار کی توجہ سے بریانی بڑی اچھی تیار ہوئی سالن بھی شاندار بنا۔ اس کے بعد یہی ڈر لگا رہا کہ کھانے کے لئے کون آتا ہے کب آتا ہے کہاں سے آتا ہے۔ چاروں طرف کرفیو کی وجہ سے پولیس کا پہرہ ہے ہیبت چھائی ہوئی ہے۔ لوگ اپنے گھروں سے کس طرح نکلیں گے یہ مشاہدہ کرنے کیلئے آنکھیں بے چین ہو رہی تھیں۔ اتنے میں میرے آقا قطب الہند نور المشائخ شاہی لباس زیب تن کئے ہوئے گلے میں رومال ڈالے ذکر خانقاہ سے بڑے اطمینان کے ساتھ نکل کر مسجد نوری میں تشریف لاتے ہیں۔ نماز فجر کا اہتمام ہوتا ہے۔ بعد نماز کے ختم کلام پاک ہوا اور بعد سلام و دعا کے آثار مبارک کی زیارت کا اہتمام کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی مسجد سے نکل کر حضور دار الطعام خانہ میں تشریف لاتے ہیں۔ مریدین سے کھانا کھلانے کی تیاریوں کا حکم دیتے ہیں فوراً ہی بڑے اہتمام کے ساتھ دسترخوان بچھا گیا۔ دل میں اب بھی وہی وسوسہ! ہاں کہ کھانے کیلئے کون آئیں گے کدھر سے آئیں گے کیسے آئیں گے تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ غلامان غوث اعظم کا اژدھام ٹوٹ پڑا ہے لوگ کثیر تعداد میں داخل ہونے لگے۔ آتا گیا تا ہزاروں لوگ جمع ہو گئے۔ یہ منظر دیکھ کر ساری عقلیں دنگ رہ گئیں اور یقین مستحکم ہو گیا۔ حضور والا مسکراتے ہوئے اپنے خلفاء سے

پوچھتے ہیں کہ میاں کیا پیٹ کو بھی کرفیو ہوتا ہے۔ دیکھو فیضانِ غوث اعظمؓ کو کون مقید کرسکتا ہے۔ غوث کے چاہنے والے کیسے چلے آرہے ہیں۔ جس جس کے مقسوم میں یہ کھانا ہے وہ ضرور آئے گا۔ اور نعمت لے کر چلا جائے گا۔ یہ کرامت دیکھ کر عقلیں حیران رہ گئیں۔ چند گھنٹوں میں سارا کھانا ختم ہوگیا۔ ظہر کی نماز کے بعد حضور والا پھر مریدوں کے پاس تشریف لاتے ہیں یقین کی تعلیم سے نوازتے ہیں۔ دن رات سب کے ساتھ حضور والا بھی مصروف رہے۔ ربیع الثانی کی آٹھ تاریخ کی صبح اچانک حضور والا علیل ہوگئے کرفیو میں (۴) گھنٹے کی ڈھیل دی گئی تھی فوراً ہی پیرزادگان کرام اپنی سواریوں میں حضور والا کو لے کر سوریا ہاسپٹل میں رجوع ہوئے۔ ۲۴ گھنٹے کی بے ہوشی کے بعد حضور ہوش میں آتے ہیں۔ تمام متعلقین و مریدین دعاؤں میں مصروف ہوگئے گڑگڑا گڑگڑا کر حضور والا کی صحت کے لئے دعائیں کرنے لگے۔ حضور والا بار بار بے ہوش ہوتے رہے اور ہوش میں آتے رہے۔ ہوش میں جب بھی آتے توحید کی باتیں کہتے یا درود شریف پڑھتے ۱۲ ربیع الثانی کی شب ہوش میں آتے فجر کے وقت اپنے صاحبزادوں اور رشتہ داروں کو جو دواخانہ میں مقیم تھے نماز کے لئے بیدار کرتے ہیں۔ حضور والا کی آواز سن کر جب یہ حضرات بیدار ہوئے تو انہیں بڑی خوشی ہوئی کہ صحت ہورہی ہے۔ سب کو صحت کی اطلاع دی گئی ہر طرف خوشی پھیل گئی۔ چہروں سے غم کے بادل چھٹنے لگے ایک امید بندھ گئی کہ اب حضور والا صحت یاب ہوکر پھر ہم میں تشریف لائیں گے۔ فجر کی نماز کے بعد حضور والا حیدرآباد کے حالات کے متعلق استفسار فرمانے اور ہر ایک کے متعلق دریافت کرنے لگے۔ اس کے بعد درود شریف پڑھنے میں مصروف ہوگئے۔ یہ منظر دیکھ کر سب لوگ مطمئن ہوگئے۔ سب لوگ پر امید ہونے لگے لیکن منظورِ الٰہی کچھ اور ہی تھا۔

دوپہر کے وقت اپنے پوتے حافظ سید محمد حسین الدین قادری سے فرمایا کہ دلائل الخیرات بلند آواز سے پڑھئے وہ دلائل الخیرات پڑھ رہے تھے کہ حضور والا کی طبیعت پھر اچانک بگڑ گئی۔ سانس لینے میں دشواری محسوس کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر سب لوگ بے تاب ہوگئے۔ معصوم پاشاہ بھی دلائل الخیرات پڑھنا روک کر رونے لگے۔ سرکار نے آنکھ کھول کر فرمایا کہ سب لوگ خاموش رہیے اور معصوم پاشاہ سے فرمایا کہ دلائل الخیرات پڑھتے رہو۔ چنانچہ معصوم حافظ نے دوبارہ دلائل الخیرات کی تلاوت شروع کی۔ تھوڑی دیر بعد سب لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم سب کہتے رہو اللہ اکبر حضور والا بھی یہی کہتے رہے اسی عالم میں آپ کی

باقی صفحہ پر

از حضرت مولانا سید محمد ناصر الدین جیلانی المدعو بہ اسرار اللہ شاہ
چشتی قادری ناظم جامعۃ البنات نوریہ

سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً ؕ

قارئین ترجمان! زیر نظر مضمون جلسہ شب معراج النبی ﷺ کے موقع پر مدینہ مسجد (سکندر آباد ریلوے اسٹیشن) میں حضرت مولانا الحاج سید محمد ناصر الدین جیلانی مد ظلہٗ (صاحبزادہ حضرت نور الشیخ ؒ) نے بیان فرمایا تھا۔ لہٰذا استفادہ کیلئے پیش ہے۔
(ادارہ)

برادرانِ اسلام! خدائے ودود کا بے کراں و بے پناہ فضل و احسان ہے کہ اس نے ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بابرکت میں پیدا فرمایا۔ اور پیدا ہونے کا فخر عطا فرمایا۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ آج سرکار دو جہاں ﷺ کی معراج کو سمجھنے اور سننے کی توفیق عنایت فرمائی کہ حبیب کے صدقے میں خود ہماری اور آپ کی معراج ہو جائے۔

محترم بزرگو اور دوستو! جو چیز آپ لینے کے لئے جا رہے ہیں۔ اس مقصد کے تحت آپ کے ہاں جب تک ساز و سامان نہ ہو وہ چیز آپ کے ہاتھ آنے کی نہیں۔ آپ کوشش ضرور کرتے رہیں گے! اگر آپ کو پانی لینا ہے تو ضرور کوئی ایک ظرف یا برتن لے جانا ہے جو پانی کو اپنے میں سمو لے اس کی گرفت کرے۔ اگر آپ ایسا برتن لے چلے جس میں کہ کئی سوراخ ہوں تو لامحالہ اس میں سے پانی بہتا ہی چلا جائے گا۔ اسی طرح جس ذہن و فکر کے ساتھ معراج کو سننا ہے اگر آپ وہ ذہن و فکر نہیں لئے بیٹھے ہیں تو ہم جہاں تک سمجھتے ہیں کہ جیسے اس محفل کی برکت اور سرکار ﷺ کا تذکرہ، تذکرہ ہی نہیں بلکہ سرکار دو جہاں ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ انبیاء کا تذکرہ اور ان کو یاد کر لینا ہی خدا کی عبادت کی طرح عبادت ہے۔ جیسے آپ خدا کی عبادت کرتے ہیں تو سارا وقت جب تک آپ عبادت کرتے رہیں گے فرشتے اس وقت کو سارا عبادت میں لکھیں گے۔

اس طرح انبیاء کا جب تک تذکرہ ہوتا رہیگا وہ وقت سارے کا سارا عبادت میں شمار ہوتا رہیگا۔ جبکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر الانبیاء عبادۃ وذکر الاولیاء کفارۃ۔

تو حضور من! آپ سے یہ عرض کرتا ہے کہ جیسے دنیا کا اگر کوئی تحفہ آپ کو ملتا ہو اور آپ اس کے لینے والے کے جتنے جتنے قریب ہیں اتنا ہی اپنے آپ میں سرور و کیف محسوس کرتے ہیں۔ یہ دنیا۔۔۔ جیسے کہ سرکار دو جہاںؐ نے فرمایا" یہ دنیا اور اسکے سارے کے سارے متعلقات رب کے سب فانی ہیں" تو یہ دنیا کا تحفہ جو اس دنیا کی حد تک ہے جو اس سے جتنا قریب ہے وہ اتنا ہی اس سے شاداں ہے۔ اتنا ہی وہ فرحاں ہے۔ اور اتنا ہی وہ مسرور رہتے ہیں۔

محترم بزرگو اور دوستو! یہ نبی جس کی معراج ہو رہی ہے تم اور ہم نہیں۔ یہ تو معراج میں ہمیں نسبت مل چکی ہے۔ جیسے کہ حضرت سعدیؒ نے فرمایا:۔

مرد میراث چہ داند قدرے ال

کہ وہ لڑکا جس کو لاکھوں اور کروڑوں روپے باپ کی میراث میں مل گئے ہیں۔ چند مہینوں میں وہ ختم کر دے گا۔ چونکہ معلوم نہیں کہ کیسا کمایا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ نسبت محمد رسول اللہ کی، بلا کسی مانگے کے پروردگار نے ہم کو جو دی ہے اس کی قدر آج آپ کو اور ہم کو نہیں ہے۔ اس کی قدر تو حضرت موسیٰؑ سے پوچھو۔ اس کی قدر تو دیگر انبیاء سے پوچھو کہ آج کی رات سرکار دو عالمؐ کے لئے جو سارے کے سارے انبیاء دیدار کے لئے سرکارؐ کے ارد گرد۔ جیسے کہ شمع کے پاس پاس پروانے جمع ہو جاتے ہیں۔

آج کی رات سارے انبیاء میرے نبی کے ارد گرد جمع ہیں۔

محترم بزرگو اور دوستو! سرور و کیف پیدا کیجئے کہ آج ہمارا نبی کہ جس سے ہم کو نسبت ہے خدا کی قسم کہ جس کا دامن ہمارے ہاتھ میں ہے یہی دامن جو دونوں جہاں میں کام آنے والا ہے وہ ذات با برکت۔ ارے تحفہ نہیں لے رہے ہے۔ خدا کو دیکھ رہی ہے دائیت دبی بردلٹ کے اعلیٰ معیارات حاصل کر رہی ہے۔ ارے تم تو نہ دیکھ سکے ہمارے نبی نے دیکھا۔ ارے اس شہادت ہی پہ تو تم مسلمان ہو۔ آپ نے اور ہم نے خدا کو کہاں دیکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے۔ شہادت کسے کہتے ہیں؟ جسے آپ لوگ عرف عام میں آئی وٹنس (EYE VETNESS) کہتے ہیں۔ عینی شاہد۔ اسکی شہادت قابل قبول۔ کیا آپ نے دیکھا ہے خدا کو؟ ہرگز نہیں، مگر ہمارے نبی نے دیکھا ہے۔ ہمارے نبی کی شہادت یہ ہماری شہادت۔ اسی پہ سارا معاملہ ہے۔ آجکی رات اللہ کا فضل ہے۔

محترم بزرگو اور دوستو! صحابہ کو دیکھو کہ کیا ان کا سرور تھا۔ جب سرکار دو جہاںؐ سے نسبت

اور ان سے تعلق کا احساس دلایا جاتا تو کتنے شاداں و فرحاں رہتے۔ صحاح ستہ کی حدیث میں آتا ہے۔ جنگ تبوک کا واقعہ ہے۔

"جنگ کے بعد مال غنیمت تقسیم ہو رہا ہے۔ سرکار دو جہاںؐ مکہ والوں کو زیادہ مال دے رہے ہیں۔ وہاں پر انصار بھی بیٹھے ہیں جو مدینہ میں سرکارؐ کا بہت زیادہ ساتھ دئے۔ ہجرت کے بعد اپنی جان و مال ہر اعتبار سے سرکارؐ کا ساتھ دئے۔ اس مال غنیمت کی تقسیم کو دیکھ کر انصار میں انقباض کی لہر دوڑ گئی۔ بعض انصار تو یہ کہہ بھی دئے کہ نبی کے آڑے وقت بھی ہم نے ساتھ دیا اور آج جبکہ مال آرہا ہے تو مکہ والوں کو زیادہ مال دیا جا رہا ہے۔ سرکار دو جہاںؐ کو یہ کیفیت جب ملی اور یہ خبر ہوئی تو سرکارؐ نے سارے صحابہ کو جو موجود تھے جمع فرمایا۔ منبر پہ تشریف لائے اور خطبہ دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ۔ تمہیں اس بات کا غم ہے کہ مکہ والے زیادہ مالی استفادہ کر رہے ہیں۔ مگر تمہیں اس بات کا احساس نہیں ہے کہ مکہ والے تو مال لیکر چلے جائیں۔ اور تم اپنے نبی کو لے کر بس رہیں۔ سرکار کا یہ کہنا ہی تھا کہ حضرت علیؓ ادھر سے اٹھے اور حضرت عباسؓ ادھر سے اٹھے اور جھومنے لگے کہ مال جاتا ہے تو جائے مگر نبی تو ہمارے ساتھ ہے۔

محترم بزرگو اور دوستو! سرکار دو جہاںؐ کا ساتھ ہو جانا اس سے بڑھ کر کونسی نعمت ہے اور پھر آج ساتھ ہو رہا ہے ..... اس فرش پر نہیں، عرش پہ ہے معاملہ۔ وہاں تمہارے ذکر ہے ہیں، وہاں تمہارا معاملہ طے ہو رہا ہے۔ دنیا والے بھی جاتے ہیں اپنے بڑوں کے پاس اپنا معاملہ طے کرتے ہیں۔ اپنے خاندان کا معاملہ طے کرتے ہیں۔ اپنے مستقبل کا معاملہ طے کرتے ہیں۔ مگر دیکھو کیا معاملہ ہے میرے نبی کا۔ فرش پر بھی جب تک رہے۔ دیکھتے ہیں کہ رات دن سرکارؐ کو کہ فقط امت کے سوا کچھ نہیں۔ رات رات بھر امت تو فقط غفلت میں سوتی ہے مگر سرکارؐ رات رو رو کر گذارتے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول دو جہاںؐ کو دیکھا کہ رات میں کبھی اس طرف لیٹتے اور کبھی اس طرف لیٹتے اور چند گھنٹے بھی اس طرح سے نہیں ہوتے کہ پھر اٹھتے اور عبادت آپ کی شروع ہو جاتی۔ عبادت کا کیا مدعا تھا۔ عبادت کا کیا مقصد تھا۔ یہی کہ سرکار دو جہاںؐ آپ کو بخشوانا چاہتے تھے اور آپ کے لئے آخرت کا سودا کرنا مقصود تھا۔ یہ تو فرش کا معاملہ ہے عرش کا کیا معاملہ ہے۔ وہاں جب چلے خدا کا خواجہ ہوا۔ آمنا سامنا ہوا۔ خدا کے روبرو ہوتے تو وہاں کیا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں السّلام علیك ایھا النبی اے نبی آپ پر

سلامتی ہو۔ تو سرکارِ دو جہاںؐ نے جواباً فرمایا۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین
جہاں اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلامتی تخصیص کے ساتھ سرکارؐ کو ہوئی تو سرکارؐ نے اپنی گنہگار
امت کو اپنے ساتھ کر لیا اور نیکوکاران امت کو بھی اپنے ساتھ شامل فرمالیا۔

تو غرضکہ محترم بزرگو اور دوستو! اللہ کا شکر ہے کہ کیسے نبی کا آپ کو اور ہم کو نسبت ملی ہے
تو آج آپ کو اور ہم کو اس ذہن و فکر کے ساتھ یہاں بیٹھنا ہے کہ سرکارؐ کو جو معراج ہوئی وہ
دیگر انبیاء کی طرح نہیں ہوئی۔ جمہور علماء کا یہ فیصلہ ہے۔ آج سرکار دو جہاں کی معراج کا
معاملہ ہے کہ آج سرکارؐ کی معراج کے صدقے میں آپ کی اور ہماری بھی معراج ہے۔ وہ سمجھئے
کیسے؟ دیگر انبیاء کا معاملہ ہے معراج ہو رہی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو کوہِ طور پر بلایا جا رہا ہے۔
بارہا درخواست کی جا رہی ہے قرآن حکیم نقل کر رہا ہے۔ رب ارنی انظر الیک۔ پروردگار عالم!
مجھے دکھ جائیے۔ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جواب مل رہا ہے لن ترانی ..... ہرگز
ہرگز تم ہمیں نہیں دیکھ سکتے۔ لاڈ و پیار کا معاملہ تھا حضرت موسیٰؑ کی درخواست قبول ہوئی۔
کوہ طور پر بلایا جا رہا ہے اور کیا ہوا دیا؟ یہ فلما تجلی ربہ ..... الخ قرآن حکیم
نقل کر رہا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے درخواست فرمائی بلائے گئے کوہ طور پر۔ مگر اللہ تعالیٰ
نے تجلی فرمائی۔ حضرت موسیٰؑ کو تاب رویت نہ رہی۔ کیا ہوا خرّ موسیٰ صعقا ......
بے تاب ہو گئے، حواس باختہ ہو گئے یہ تھا معاملہ حضرت موسیٰؑ کی معراج کا اور رویت کا۔
حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

موسیٰؑ ز ہوش رفت بہ اک پرتو بے صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمے

موسیٰؑ ز ہوش رفت بہ اک پرتو صفات۔ کہ حضرت موسیٰؑ کا یہ معاملہ ہے۔ معراج
ہو رہی ہے کوہ طور پر۔ صفات باری میں سے ایک صفت کی تجلی ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰؑ بے ہوش
ہوتے ہیں حضرت موسیٰؑ کے حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔

مصرع ثانی میں فرماتے ہیں۔ تو عین ذات می نگری در تبسمے۔ سرکار دو جہاںؐ کے
تعلق سے فرماتے ہیں کہ۔ یا نبی اللہ! آپ کی ذات کا یہ مقام ہے۔ اور آپ کی ذات کا یہ مرتبہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھ رہے ہیں۔ تبسم کے انداز میں دیکھ رہے ہیں پروردگار عالم

نے دیکھنے کی جانب نہ آیا کہ مازاغ البصر وما طغیٰ۔ ارے دیکھنے والے نے ایسا دیکھا جیسے کا تیسا دیکھا، جوں کا توں دیکھا نہ کمی کے ساتھ دیکھا نہ زیادتی کے ساتھ دیکھا۔

آج کی رات میرے آقا گئے۔ میرے نبیؐ نے میرے رب اعلیٰ کو دیکھا۔

علمائے امت اس بات پر متفق ہیں کہ دیگر سارے انبیاء کو اللہ تعالیٰ کی رویت محمد رسول اللہ کی طرح (بلا ادراک و احاطہ) نصیب نہیں ہوئی۔ آج کی رات سرکار دو عالمؐ کو اللہ تعالیٰ کی رویت نصیب ہوئی اور سرکار دو جہاںؐ نے اللہ تعالیٰ کو بلا ادراک و احاطہ دیکھا یہ آپ کا ہمارا اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے اور یہی محقق مسئلہ اور امر ہے۔ کہ سرکارؐ دو جہاں کو آج کی رات رویت نصیب ہوئی ہے تو

محترم بزرگو اور دوستو! کتنا خوشی کا موقعہ ہے۔ کتنی مسرتوں کا موقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسے نبی سے نوازا، نبی نہیں نبیوں کے جو نبی ہیں اور پھر ان کا یہ مقام جسکو دیدار اور رویت باری سے سرفراز کیا گیا ہو۔

محترم بزرگو اور دوستو! معراج کے تعلق سے دیگر انبیاء کا جہاں موازنہ کرینگے مقابلہ کریں گے تو حضرت ابراہیمؑ کی بھی معراج کا تذکرہ ضروری ہے۔

قرآن میں نقل کیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی معراج کا واقعہ نقل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض۔ ہم ہی نے دکھایا ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت السموات والارض۔ ملکوت۔ یہ وہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ہم کو فرصت دے تو سمجھیں کہ ملکوت کیا ہے؟ جبروت کیا ہے؟ ناسوت کیا ہے؟ لاہوت کیا ہے۔ یہ تو ہم کو دنیا فرصت کہاں دیتی ہے سمجھنے کے لئے۔ یہ تو ایک معمہ ہے۔ مگر ہم کو آپ کے سامنے میراث کو رکھنا ہے کہ یہ قرآنی ورثہ ہے۔ یہ تعلیمات اسلام ہیں۔ یہ میراث آپ کو ملنا ہی تھی مگر آپ اس سے دور ہیں۔ اور جسکو آپ نے متروک کیا ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ کو ملکوت السموات والارض کی حد تک آپ کو معراج ہوئی۔ سرکار دو جہاںؐ کا کیا معاملہ ہے۔

خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لقد رای من آیت ربہ الکبری ..... کہ میرے نبی کی رویت اور معراج کا یہ معاملہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی معراج یہ ہے کہ ملکوت السموات والارض دیکھتے ہیں۔ سرکار دو جہاںؐ کی معراج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیت کبریٰ کو آپ دیکھ رہے ہیں۔

غرضکہ محترم بزرگو اور دوستو! آخر میں ایک بات کو رکھتے ہوئے میں اپنی بات کو ختم کروں

جو آپ کو اور ہم کو یاد رکھنا ہے ۔ جو اہل سنت والجماعت کے عقائد سے اس کا تعلق ہے ۔ ورنہ جو یہ ہے کہ تمام جیسا منہ ویسی بات ۔ من مانے کوئی عقل کی بنیاد پر اس واقعہ کو جانچتے ہے کبھی تو کوئی کسی کتاب میں پڑھ لیا ۔ لکھا کچھ، سمجھا کچھ تو ہوا کچھ، اسکے سوا اور کچھ نہیں ہو رہا ہے ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے وہ بھی آپ ساتھ لیتے چلیں۔

علماء نے یہ لکھا ہے، حقائق میں بھی یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس تک جس کو اسریٰ کہتے ہیں یعنی مسجد حرام (بیت اللہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک سرکارؐ کو جو سیر کرائی گئی اگر کسی شخص نے اس کا انکار کیا تو وہ کافر ہے ۔ کیوں؟ کہ قرآن میں اس کا تذکرہ آچکا ہے ۔ پھر اس کے بعد دوسرا جو حصہ آج کے واقعہ کا ہے ۔ لیجئے بیت المقدس سے سرکار دو جہاںؐ جو آسمانوں پہ چلے پھر اس سے دوسرے آسمان ۔ تیسرے آسمان، ..... پھر اس کے بعد عرش ۔ عرش سے بھی ورے جب سرکارؐ چلے، اس واقعہ کو معراج کہا جاتا ہے ۔ تو علماء نے یہ لکھا ہے اور صحابہؓ نے تواتر کی حیثیت سے اس واقعہ کو نقل فرمایا ہے ۔ اگر کوئی شخص انکار کرتا ہے اس واقعہ کا کہ بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف جانا ۔ وہاں جنت دوزخ کا معائنہ فرمانا ۔ غرضکہ سارے انبیاء سے آپ کی ملاقات کا ہونا یہ بھی جم غفیر صحابہ کی روایت اس واقعہ کی کی ہے ۔ اگر کسی نے اس کا انکار کیا تو کافر تو نہیں مگر بدعتی اور کفر کے قریب ہو رہا ہے ۔ اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ ۔ سرکار دو جہاںؐ کو جو معراج ہوئی وہ عالم رؤیا یعنی خواب کے عالم میں نہیں ہوئی ۔ اس میں تین فرقے آپ کو ملیں گے ۔ ایک تو یہ کہ جو یہ کہتا ہے کہ آج کے دن سرکارؐ کو جو معراج ہوئی وہ عالم خواب میں ہوئی ۔ نیند کے عالم میں ہوئی ۔ دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ ۔ سرکار کو جو معراج ہوئی وہ صرف روح کے ذریعہ ہوئی ۔ تیسرا گروہ یہ کہتا ہے جو اہلسنت والجماعت کا ہے ۔ جو متحقق ہے ۔ سرکار دو جہاںؐ کو جو معراج ہوئی وہ روح مع الجسد یعنی جسم اور روح کے ساتھ ہوئی ۔

۴ محترم بزرگو اور دوستو! یہ آپ کو عقیدہ رکھنا ہے ۔ اہل سنت والجماعت کا کہ سرکارؐ کو معراج عالم خواب میں نہیں ہوئی ۔ نہ فقط روح کے ساتھ ہوئی بلکہ سرکار دو جہاںؐ کو جو معراج ہوئی وہ روح مع الجسد کے ہوئی ۔ اگر سرکارؐ کو معراج عالم خواب میں ہوتی تو پھر اس قرآن کی اس آیت کا کیا معنی؟ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں سبحان الذی اسریٰ بعبدہ کہ اللہ نے سیر کرائی اپنے بندے کو ۔ عالم رؤیا میں سیر نہیں ہوتی، عالم میں رؤیا میں یہ

"عبد" نہیں کہا جاتا۔ عبد کا اطلاق تو عالم بیداری پر ہوتا ہے۔ اور روح مع الجسد ہی پر اس کا اطلاق ہوتا ہے" پھر دوسری بات احادیث صحیحہ میں آتی ہے کہ۔

سرکار دو جہاںؐ معراج کی صبح ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ زید بن ارقمؓ کے گھر میں سو رہے تھے۔ دوسری روایت میں آتا ہے کہ سرکار دو جہاںؐ خانہ کعبہ میں استراحت فرما رہے تھے۔

زید بن ارقمؓ کی روایت کے پیش نظر صحیح بخاری شریف کی روایت ہے کہ سرکار دو جہاںؐ صبح جب اٹھے تو حضرت زید بن ارقمؓ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور سرکارؐ نے سارا واقعہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ ابتداء یوں فرمائی کہ "میں سو رہا تھا۔ تین فرشتے آئے مجھے اٹھاتے اور اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ آئے اور مجھے چاہ زم زم کے پاس لے گئے" اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ نے میرے سینہ کو اپنے ہاتھ سے چیرا۔

صبح جب ہوئی سرکار دو جہاںؐ بعض صحابہ جس میں زید بن ارقم بھی ہیں (صحاح ستہ اور بخاری شریف کی حدیث ہے) سرکار دو جہاںؐ نے اپنے پیرہن مبارک کو ہٹا کر بتایا۔ جہاں سے آپکو چیرا گیا تھا وہ سارے کا سارا نشان سارے صحابہ نے دیکھا۔ آپ احادیث میں دیکھ سکتے ہیں اگر یہ عالم رؤیا (خواب کے عالم) میں ہوتا تو جسم پر اسکے کیسے نشان ہوتے۔ پھر میں آپ سے ایک بات عرض کروں۔ عالم رؤیا میں آپ بھی خواب دیکھتے ہیں کہ آپ اپنے گھر میں سے گر گئے ہیں اور آپ کے پیر ہاتھ ٹوٹ گئے ہیں لوگ آپ کو دواخانہ لے جا رہے ہیں مگر جب گھبرا کر اٹھتے ہیں تو صحیح سالم اپنے بستر پر رہتے ہیں۔ کیا خواب میں پیر ہاتھ ٹوٹے ہوئے دیکھے تھے تو کیا عالم بیداری میں بھی پیر ہاتھ ٹوٹے ہوئے دیکھا۔ ہرگز نہیں۔

تو معلوم یہ ہوا کہ سرکارؐ کو جو معراج ہوئی جو اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے وہ یہ ہے کہ سرکارؐ کو عالم بیداری میں ہوئی۔ روح مع الجسد کے ہوئی۔ ایک بات رکھ کر آخر میں اپنی بات کو ختم کروں۔ عقل کے جو بندے ہیں عقل کے جو شکار ہیں۔ عقل کو سب کچھ سمجھتے ہیں ان کیلئے واقعتاً ایک موڑ ایسا آجاتا ہے کہ سرکار دو جہاںؐ کی معراج کو عقل کے زاویہ اور پیمانہ میں جانچنے لگتے ہیں اور ان کی عقل حیران و پریشان ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے ایک سرکار دو جہاںؐ نے صحابہ کو قریب بلایا اور دریافت فرمایا کہ کیا تمھیں معلوم ہے کہ اس زمین سے آسمان تک کتنی مسافت ہے۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا "اللہ و رسولہ اعلم" اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ یہ بھی بخاری شریف کی حدیث ہے "سرکار دو جہاںؐ نے فرمایا یاد رکھو اس زمین سے لے کر آسمان تک پانچسو برس کی مسافت ہے۔

اگر آپ اس مسافت کو طے کرنے لگیں گے تو پہلے آسمان کو پہنچنے کے لئے پانچ سو برس لگ
جائیں گے۔ پہلے آسمان سے دوسرے آسمان کو سرکارؐ نے فرمایا پانچسو برس لگ جائیں گے۔ پھر اسی
طرح دوسرے سے تیسرے، تیسرے سے چوتھے اور اسی طرح ساتوں آسمان تک سات پانچسو پینتیس
تو تین ہزار پانچ سو برس اور پھر آسمان سے عرش تک سرکارؐ نے فرمایا عرش پھر اور پانچسو برس ہیں۔ ۳۵۰۰
تو سمجھ لیجئے کہ چار ہزار برس والی مسافت میرے نبیؐ نے کتنی دیر میں طے فرمائی۔ جب کہ وہ بھی حدیث
میں خود سرکار نے ارشاد فرمایا۔ آپ جب تشریف لے جا رہے تھے زید بن ارقمؓ کے گھر سے جب آپکا
دست مبارک در زنجیر کو چھو لگ گیا اور آپ کے عمامہ مبارک کا [illegible] چھو گیا اور حقہ چھیدر کی
ٹہنی سے جو لگ جاتا ہے پلٹ کے آنے تک ٹہنی کی توں ہل رہی ہے اور وہ زنجیر جو سرکارؐ کا دست
مبارک لگ گیا تھا جھولا کی توں ہل رہی ہے۔ تو

محترم بزرگو اور دوستو! سرکار نے یہ ساری مسافت جو چار ہزار برس کے برابر ہے اتنے سے وقت
میں طے فرما دیا۔ عقل کے جو بندے ہیں ان کیلئے یقیناً ایک پریشان کن مسئلہ ہے۔ مگر ان کو یہ سمجھنا چاہیئے
کہ عقل یقیناً انہیں تو تباہ کر دیگی۔ کیوں؟ کہ عقل کے جو بندے نہیں گے! ایک تھا ابوجہل جسکو تباہی
کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آیا۔ کسی نے کیا خوب کہا۔ عقل تمام بولہب۔ عشق تمام مصطفیٰ۔
ساری عقل کو اگر جمع کیا جائے تو ابوجہل (ابولہب) ہے۔ وہ عقل جو جمع ہو گئی تو سمجھے گا کہ وہ ابولہب ہو گیا
اور عشق تمام مصطفیٰ۔ ساری عشق و محبت کو جمع کریں گے تو محمد رسول اللہ کی ذات بابرکت سامنے آئیگی۔ تو
محترم بزرگو اور دوستو! یہ عشق و محبت کا معاملہ ہے اور پھر اس سے ہٹ کر یہ عقل کا نہیں معاملہ
ایمان کا معاملہ ہے۔ اسی لئے پروردگار عالم نے سبحان کے لفظ سے آج کے واقعہ کو شروع فرمایا۔
اب دیکھو کو دیکھو قرآن کے۔ اگر تم اس واقعہ میں شک و تردد کریں گے تو سبحان تمہارا رب جو سیر
کرا رہا ہے نبی کو اور میرے نبیؐ نے جو سیر کی ہے یاد رکھو فی الحقیقت نبی پر اعتراض نہیں خدا کی ذات پر
اعتراض ہوگا۔ مگر وہ اعتراض خدا تک پہنچنے والا نہیں کیونکہ وہ سبحان ہے اسکی ذات پاک ہے اور پھر اس بات
کو بھی یاد رکھو کہ جس رب ذوالجلال پر تم نے ایمان لے آیا ہے وہ رب تمہارا قدیر ہے انہ علی کل شیء قدیر
جسکی شان ہے۔ وہ پروردگار عالم کیا آن کی آن میں اپنے نبی کو سیر بھی نہیں کرا سکتا۔ ضرور کرا سکتا ہے۔ قرآن
کی دوسری مثال رکھ کر اپنی بات کو ختم کروں حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ہے اس زمانہ کی ایک
بت پرست بادشاہ جس کا نام بلقیس ہے۔ اسکے بھی کچھ لوگ پرستش کرنے والے تھے۔ حضرت سلیمانؑ نے
اس کے سامنے اسلام کو پیش فرمایا۔ آپ نے ایک خط بھیجا جس کے جواب میں وہ آپ کے پاس آرہی تھی

حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب یہ خبر ملی کہ جب تخت پر بیٹھ کر وہ شاہی کرتی ہے۔ بادشاہت کرتی ہے وہ اتنا عظیم الشان تخت ہے کہ دنیا میں کسی بادشاہ کو اس وقت میسر نہیں۔ حضرت سلیمانؑ کے پاس ویسا عظیم الشان تخت دنیاوی اعتبار سے بھی نہیں ہے۔ آپ کو فکر ہوئی کہ جب وہ یہاں آئے گی خدا کا میں نبی ہوں جو ظاہری اعتبار سے بھی خدا نے مجھے بادشاہ بنایا ہے اور عالم روحی کا مجھے شہسوار یعنی نبی بنایا ہے۔ جب وہ آئیگی تو میرے اس دربار کو وہ کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھے گی۔ آپ نے سارے اعوان و انصار کو جمع فرمایا جنات کے بادشاہ اور جو اسکے بادشاہ کو آپ کو معلوم ہے کہ سارے مخلوقات جن پری ہوا غرضکہ سارے کے سارے آپ کے تابع و فرمان کر لئے گئے تھے۔ ساروں کو جمع فرمایا اور فرمایا کہ بلقیس اب آرہی ہے وہ جس تخت پر بیٹھتی ہے تم میں سے کون ہے اس تخت کو اس کے آنے سے پہلے یہاں لے آئے سبھوں نے اپنی بساط اور اپنی قدرت کو پیش کیا۔ ایک شخص جو جنات کا بادشاہ تھا اس نے کہا کہ یا نبی اللہ میں اس محفل کے برخواست ہونے تک اس تخت کو لا رہا ہوں۔ آپ نے کہا کہ نہیں تمہاری اس خدمت کی ضرورت نہیں۔ آصف بن برخیہ جو حضرت سلیمانؑ کے ایک وزیر تھے آگے بڑھے اور کہا کہ یا نبی اللہ طرفۃ العین جس کو قرآن نقل کر رہا ہے۔ آنکھ جھپکنے تک میں اس تخت کو لے آرہا ہوں۔ کہا۔ اور سامنے لاکر رکھ دیا۔ ہزاروں میل سے تو اس وقت حضرت سلیمان نے پڑھا۔ ھذا من فضل ربی۔

اس واقعہ کو سامنے رکھنے کے بعد عقل سے جو بندے ہیں ان کی بھی وہ گتھی کھل گئی کہ حضرت سلیمانؑ کا ایک وزیر اور پھر ان سے پوچھا گیا کہ یہ کمال تم میں کہاں سے پیدا ہو گیا تو کہا کہ مجھ میں یہ کمال جنات اور ان کے بادشاہ سے بھی بڑھ کر اس وجہ سے ہے کہ اسم اعظم کا علم اس کا شاہد ہے یعنی حضرت سلیمانؑ کے ذولت کدہ سے جو مجھے ملا تھا۔ اس اسم اعظم کو میں استعمال کیا کہ اس تخت کو جو یہاں لاکر رکھ دیا۔

تو آپ کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں ایک اسم ایسا ہے جسکو اسم اعظم کہتے ہیں۔ اگر بندہ اسکو پڑھتا ہے تو اس کی ساری مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ اور بگڑی بن جاتی ہے۔ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک اسم اعظم کا یہ زور ہے تو اللہ کی ذات اور اس کی قدرتوں کا اندازہ سمجھئے کہ رسول اللہ کو معراج اللہ تعالیٰ خود کرا سکتے ہیں۔ چنانچہ ایک جادو ہوتا ہے جو بلقیس کا تخت ہے جو ایک ذرہ تھا (ذرہ کے استعمال ہو سکے) ایک وزیر آصف بن برخیہ جو پلک جھپکنے تک سامنے لاکر رکھ سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود اپنی ذاتی قدرتوں کا استعمال میں لاتے ہوئے کیا آن کی آن میں اتنی مسافت طے نہیں کرا سکتے۔ محمد رسول اللہ جو اشرف المخلوق ہیں اور معراج پر جانے والے ہیں۔

آمنا و صدقنا۔ ہمیں ایمان لانا ہی ہے۔ اس میں ہماری دونوں جہان کی کامیابی ہے۔ اور اسی میں ہمیں شاداں رہنا ہے کہ آج کے دن وہ سب کچھ مل رہا ہے نبیؐ کے صدقہ میں۔

یہ جیسے کہ خود سرکار نے فرمایا کہ الصلوٰۃ معراج المومنین۔ تم سمجھتے ہیں کہ جہاں والے جب جاتے ہیں تو اپنے لئے کچھ لے آتے ہیں۔ میرے نبیؐ کا کیا معاملہ ہے۔ جارہا ہے آسمانوں پر تو لے آرہا ہے آپ کے لئے۔ میرے نبیؐ کو آسمانوں پر معراج ہوئی۔ مگر ہمارے لئے سرکار نے اس زمین و فرش پر معراج کرا دی۔ یہ سرکارؐ کا صدقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ معراج، نبیؐ کے صدقے میں دی ہے۔ آپ کا ہمارا کام ہے کہ اس معراج کی قدر کریں۔ کیسے قدر کریں، تو سرکار دو جہاںؐ نے معراج کے تعلق سے یہ بیان فرمایا کہ "جب میں جہنم کی طرف چلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جن کے سر ثابت ہیں اُن کو پتھروں سے پھوڑا جارہا ہے۔ پھر سر ثابت ہو جاتے ہیں۔ پھر فرشتے ان کو پاش پاش کر رہے ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ سے سرکارؐ دو جہاں دریافت کرتے ہیں۔ اے جبرئیلؑ یہ کون لوگ ہیں۔ تو حضرت جبرئیلؑ فرماتے ہیں یا نبیؐ اللہ! یہ وہ لوگ ہیں آپ کی امت کے جب نماز کا وقت آتا تو وہ ان کے لئے بوجھ بن جاتا تھا۔ نماز کا پڑھنا اور اس سر کو خدا کی بارگاہ میں جھکانے کو بوجھ سمجھتے تھے۔ ان سروں کو اس طرح سے کچلا جارہا ہے۔

محترم بزرگو اور دوستو! اس تحفہ معراج کی آپ قدر کیجئے۔ آپ سے یہی درخواست ہے کہ نمازوں کے پابند ہو جائیے۔ ابتداء میں صورت نماز ہو۔ اس کے بعد صفات نماز۔ اس کے بعد حقائق نماز پھر اس کے بعد کیا پوچھنا کہ معراج میں میرے نبیؐ کا آمنا سامنا ہوا تو اس صدقے میں جو سرکار نے معراج فرمائی وہ سب کو نصیب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے پروردگار ہم جو کہتے ہیں اور سنتے ہیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اس نبیؐ کے صدقے میں جو حقائق ہمیں ملے ہیں اس کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرما۔ اور دونوں جہان میں نبیؐ کا دامن تھامنے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ اور اسی دامن کے سایہ میں ہمارا فیصلہ فرما۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

خریدار حضرات بوقت ترسیل رقم اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیں۔ (ادارہ)

از ابراہیم باشاہ اکرمی کھنگلی

شب برات

عزیزانِ ملت! اب آپ حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ شعبان کی پندرھویں رات جو شبِ براءت کہلاتی ہے یہ رحمت و مغفرت کی رات ہے۔ شعبان، شعب سے مشتق ہے جیسکے معنے شاخ در شاخ کے ہیں۔ گویا اس ماہ میں خیر و برکت اور حسنات و رحمت کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔ علمائے کرام نے شعبان کے پانچ حروف "ش" سے شعبان کا روزہ رکھنے والے کے لئے شرافت ہوگا۔ "عین" سے اس کو دنیا میں عزت ہو آخرت میں اس کا مرتبہ بلند ہوگا۔ اور "بے" سے بابرکت ہوگا دنیا میں اور بہا یعنی خوبصورتی آخرت میں اور "الف" یعنی دنیا میں آسان ہوگا اور عقبیٰ میں الفت ہوگی۔ اور "نون" سے دنیا میں نمو یعنی بڑھنا ہوگا اور آخرت میں نور ہوگا۔

اس رات کی فضیلت احادیث طیبہ میں آئی ہے۔ حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شعبان کی پندرھویں رات کو عبادت کرو بے شک وہ مبارک رات ہے اس رات کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ اس کو بخش دوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب شعبان کی پندرھویں رات آئے تو تم رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں غروب آفتاب کے بعد آسمان دنیا پہ نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں۔ ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ میں اسکو رزق عطا کروں۔ ہے کوئی گرفتار بلا کہ میں اس کو عافیت عطا کروں۔ اور اس طرح حق تعالیٰ فرماتا ہے یہاں تک کہ صبح روشن ہو جاتی ہے۔ ع ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں ہے

عزیزانِ ملت! یہ جائے غور ہے کہ آسمان دنیا پر امت محمدیہ کی بخشش کا اعلان ہو رہا ہے اور ہم بحرِ غفلت میں اس طرح ڈوبے ہوئے ہیں کہ سر اٹھانے کا نام ہی نہیں لیتے۔ بلکہ ایسی بابرکت

راتیں بھی عام راتوں کی طرح غفلت کی نذر ہو جاتی ہیں۔ بلکہ آج کل مسلمانوں کا یہ وطیرہ ہو گیا ہے کہ ایسی بابرکت رات میں بھی خدا کی طرف رجوع ہونے کے بجائے الٹا خلاق دو عالم کو غضب میں لانے والے اعمال کے مرتکب ہوتے ہیں آتش بازی کرکے دین و دنیا کے صدہا نقصانات اٹھاتے ہیں۔ اور اسکے علاوہ بیجا فضول رسمیں انجام دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے آج مسلمان اپنے مذہب کو بالائے طاق رکھ کر مرضیات خداوندی سے منہ موڑ کر مرضیات نفس پر چلنے لگا تو ہر جگہ ذلیل و خوار ہوا مسلمان اپنے لباس سے گیا معاشرے سے گیا اخلاق سے گیا۔ چہرے سے گیا اور اپنے دین فطرت سے کوسوں دور ہو گیا۔ لیکن برادران! صبح کا بھولا شام کو گھر آئے تو اس کو بھولا نہیں کہتے۔ ابھی توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ آئیے آج کی رات ہم اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور محاسبہ کریں کہ ہم سے کیا کیا کوتاہیاں ہوئی ہیں اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ کتنے مجبور و مظلوم لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ہم نے اسکا حق مارا ہے۔ کتنوں کو بلاوجہ ستایا ہے اس مردار دنیا کی خاطر کتنوں کا سر قلم کیا ہے کتنوں سے ہم اپنا کام لے کر اس کا حق الخدمت ادا نہیں کیا اس کا جائزہ لینے کی آج ضرورت ہے۔ رحمتوں کے خزانے لٹنے کے مواقع بار بار نہیں آتے۔ جو بھی ہم سے کوتاہیاں اور زیادتی ہوئی ہے اس کو پیش نظر رکھ کر جس جس کا حق مارا ہے اس کی تلافی کرکے بارگاہ رب العزت میں سچے دل سے توبہ کریں یقیناً اللہ رب العزت ہم پر رحمت و مغفرت کی بارش کریگا۔

برادران ملت! توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے کئے ہوئے گناہوں پر پشیمان ہو کر آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کریں۔

بھائیو! یہ رات ہمیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں نصیب ہوئی ہے اور آپ ہی کی خاطر یہ رات برکت والی ہوئی۔ اس شب کو براءت کی رات اسلئے کہا جاتا ہے کہ براءت کے معنے چھٹکارا پانے اور خلاصی کے ہیں آج کی رات اعلان کیا جاتا ہے کہ اس تمام سال میں کون پیدا ہوگا اور کون مریگا کون بیمار ہوگا کون صحت یاب ہوگا کون وطن لوٹے گا کون قرض ادا کریگا اور کس کا قرض ادا ہوگا۔

اس رات کو موازنہ کی رات بھی کہتے ہیں۔ یعنی اسی رات ایک سال کے لیے نظام حیات کا اعلان ہو جاتا ہے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "شب نصف شعبان میں ملک الموت کو ایک فہرست دی جاتی ہے اور حکم ہو جاتا ہے کہ جو جو اس میں درج ہے ان کی جان اس سال قبض کرنا تو بعض آدمی درخت لگا رہے ہیں کوئی نکاح کر رہا ہے کوئی مکان تعمیر کر رہا ہے (وغیرہ) اور اسکا نام مردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے (ابن ابی الدنیا)

ہر حال عزیزان ملت! یہ شب کوئی معمولی شب نہیں یہ نجات و بخشش کی رات ہے اللہ کے فضل و کرم کا سبب ہے اور مومنوں کیلئے انعام ہے اس مبارک رات میں خدا کی بارگاہ میں جو کچھ مانگو خدا عطا فرماتا ہے بشرطیکہ نا جائز طلب نہ ہو پس مسلمانو! مانگو پھر مانگو۔ خدا کا خزانہ ہے جو کچھ تم کو مانگنا ہو اس بابرکت رات میں مانگو اللہ تعالیٰ تمہارا دامن بھر دیگا

وما علینا الا البلاغ